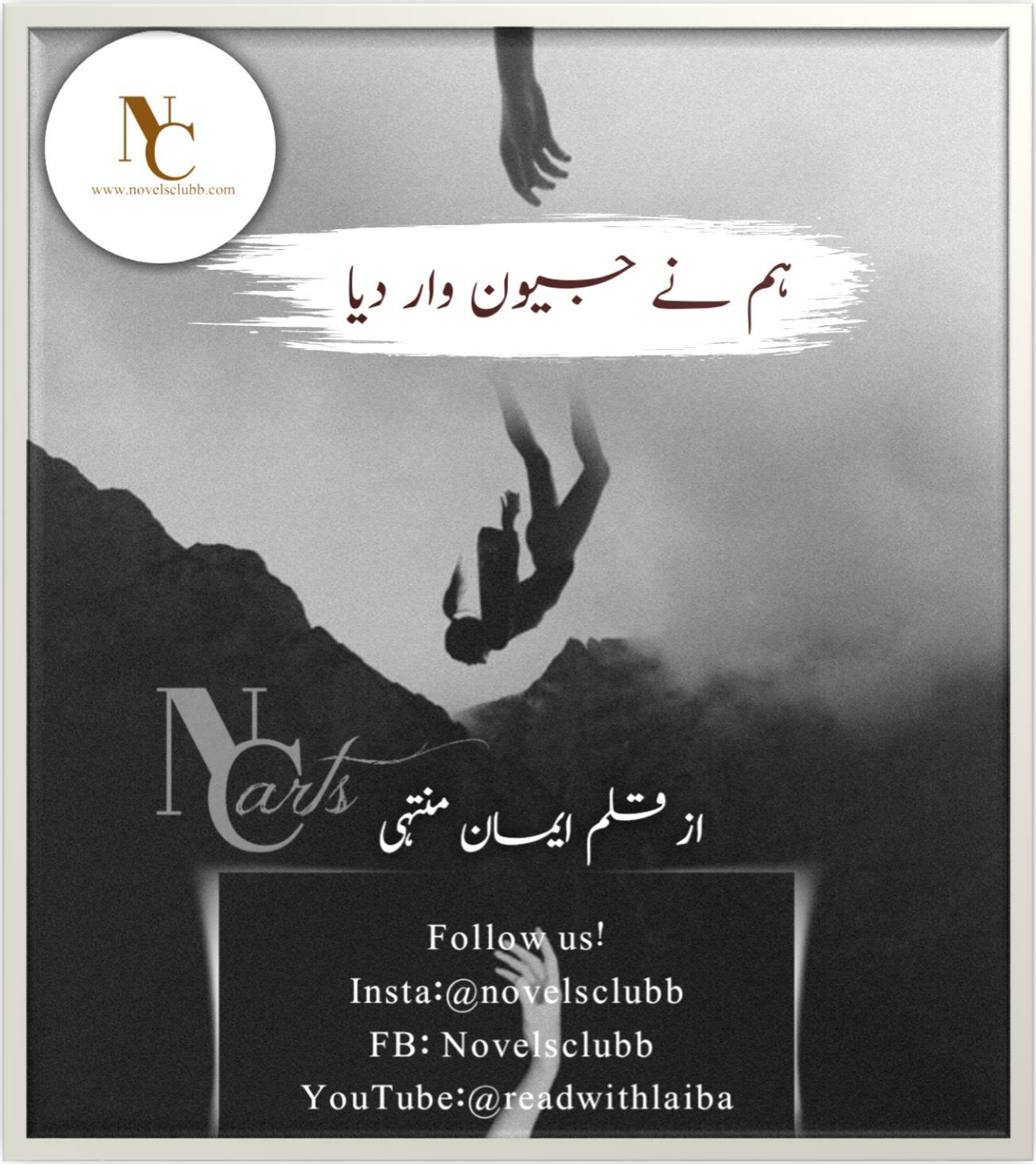
www.novelsclubb.com
ہم نے جیون وار دیا
Arts
از قلم ایمان منتہی
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ہم نے جیون وار دیا

از قلم

ایمان منتہی

www.novelsclubb.com

انتساب!

جن کی بے پناہ محبت اور ہم قدمی نے میرے خوابوں کی تکمیل کو ممکن بنا دیا

جن کا حوصلہ کٹھن اندھیری راہوں میں میرے لئے راہنما بنا

جن کی بدولت میرے لئے گر کر اٹھنا آسان ہوتا گیا

والدِ محترم کے نام

www.novelsclubb.com

ڈرا نہیں سکتا ہم کو اندھیرا، ہم اماوس میں چاند رکھتے ہیں

جو بھول جائیں رستے، تو انہی رستوں پر رہبر رکھتے ہیں

پیشِ لفظ

السلام علیکم ڈئیر ریڈرز۔

'خونِ جگر ہونے تک' کے بعد صفحہ قرطاس پر یہ میری دوسری تحریر ہے۔

'ہم نے جیون وار دیا'

اس کہانی کو لکھنا بہت کٹھن تھا۔ میں اسے شروع کرتے ہوئے جتنی پر جوش تھی، آہستہ آہستہ احساس ہوا کہ کہانی اور اس کے کرداروں کے ساتھ انصاف کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ جتنا وقت اس کہانی نے ابھرنے میں لیا، یہ اتنی ہی میرے دل کے نزدیک ہے۔ یہ کردار مجھے اتنے محبوب ہو چکے تھے کہ ان کی اذیتیں خود پر گزرتی محسوس ہوئیں۔ شائد میں کبھی الفاظ میں بیان نہیں کر سکوں گی جو اہمیت یہ کردار اختیار کر چکے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ یہ میری بہترین کاوش ہے لیکن ہاں، میں نے اسے بہترین بنانے کی کوشش ضرور کی ہے۔ میری کوشش کتنی کامیاب ہوئی، یہ آپ بتائیں گے۔

www.novelsclubb.com

جنہوں نے میری پہلی تحریر 'خونِ جگر ہونے تک' پڑھی ہے، وہ جانتے ہوں گے کہ اس کی کہانی ادھوری چھوڑ دی گئی تھی۔ کچھ رازوں کا کھلنا باقی تھا۔ یہ کلئیر کرنا ضروری ہے کہ میرا یہ ناول 'ہم نے جیون وار دیا' اس کا **دوسرا حصہ نہیں** ہے۔ کہانی مختلف ہے، کردار نئے ہیں۔ لیکن آنے والی کچھ اقساط میں آپ 'خونِ جگر ہونے تک' اور 'ہم نے جیون وار دیا' کا crossover پڑھیں گے، ان شاء اللہ۔ کچھ پرانے کردار اس نئی کہانی میں نظر آئیں گے۔ لیکن تب تک آپ زندگی کے اس نئے رخ کو کھوجنے کے سفر میں نئے کرداروں کے ساتھ نکلیں۔

یہ کہانی ہے،

زیان ارتضی کے کربِ مسلسل کی

زمل اعظم کی ابدی اذیتوں کی

فراق اور ملن کے گرد گھومتی ان کی داستان

*****

www.novelsclubb.com

قسط نمبر ۱۱

”زودِ پشیماں“

”اپنی خطاؤں پر ڈٹے رہتے ہوئے اس تلخ حقیقت کو یاد رکھنا چاہیے جو لمحے کا انتظار کئے بغیر اپنا شکار جھپٹ کر روشنیاں گل کر دیتی ہے... موت۔“

دوپہر کی قہر ڈھاتی کرنیں، شام میں ڈھلتے ہوئے پگھل رہی تھیں۔ یہی کرنیں جب بیلوں سے ڈھکے گھر کی شیشے کی کھڑکی سے ٹکرائیں تو اندرونی ماحول کو روشن اور آسودہ دیکھا۔ مگ کے کنارے پر انگلی پھیرتے ہوئے سائرہ گہری سوچ میں گم، کچھ کہہ رہی تھیں... ماضی کے پل... مبہم سی یاد... چند سنہری دھند میں لپٹے لمحات... ان کے مقابل کہنی کے بل نیم دراز، زیان ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سن رہا تھا۔ کتھئی آنکھوں کی چمک واضح تھی۔

”ویسے تمہیں اپنے دادا جان کے زین کہنے پر اتنی چڑ کیوں تھی؟“ سائرہ نے ہمیشہ کی طرح مسکراہٹ دبائے، نہایت مدبرانہ انداز میں سوال کیا۔

"ناٹ اگین، ممی۔" وہ ذرا سا خفا ہوا۔ "اتنا بھی بھاری نام نہیں ہے جسے چھوٹا کرنے کی ضرورت ہے۔"

اس کے انداز پر سائرہ بے اختیار ہنس پڑیں۔ کچھ بھی نہیں بدلا تھا... وہ آج بھی اپنے نام کے حوالے سے اتنا ہی ٹچی تھا... وہ آج بھی خفگی میں اتنا ہی پیارا لگتا تھا جتنا کئی سال پہلے... ان کی آنکھوں کی چمک جیسے بڑھ گئی تھی۔

"زمل کی تیاری ہو گئی؟" مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے انہوں نے یاد آنے پر پوچھا۔

"میکے جانے کی تیاری کر رہی ہے۔ رات سے پہلے نہیں ہو گی۔" اس کے تاثرات مزید بگڑ گئے۔

www.novelsclubb.com

"آہاں۔" سائرہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ "کوئی اپنی بیوی کو مس کرے گا؟"

موبائل کی تاریک اسکرین پر انگلی پھیرتے ہوئے وہ بے اختیار چونکا۔ چہرہ اٹھا کر ماں کو دیکھا جن کی آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔

"چند گھنٹوں کے لئے جا رہی ہے میری بیوی۔" مصنوعی سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔ "میں بھلا کیوں مس کروں گا؟"

اور سائرہ جو مسکراتے ہوئے کچھ اور سننے کی توقع کر رہی تھیں، مسکراہٹ غائب ہوئی۔ خوشگوار موڈ لمحے میں غارت ہو کر رہ گیا۔ انہوں نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔

"بڑے ہی بد تمیز ہو تم۔" ابرو بھینچ گئے۔ "ناشکرے اور بد مزاج بھی۔"

لمحے کے لئے زیان کو سمجھ ہی نہ آیا کہ ان القابات کے لئے اسے نامزد کرنے کی وجہ کیا تھی مگر پھر سمجھ آنے پر وہ بے اختیار ہنس پڑا۔ سائرہ کو مزید تپ چڑھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کیا اگلوانا چاہ رہی ہیں؟"

انہوں نے بڑبڑا کر سر جھٹک دیا۔ سارا موڈ غارت کر دیا تھا اس اولاد نے۔ جگہیں بدل چکی تھیں۔ ان کے تاثرات دیکھتے ہوئے زیان کے لبوں سے مسکراہٹ جدا نہیں ہو رہی تھی۔ وہ غصے میں کتنی کیوٹ لگتی تھیں نا۔

"آپ چاہتی ہیں کہ میں..." وہ مسکراہٹ دبائے سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"آپ کے سامنے اعترافِ محبت کروں؟"

اتنے درست اندازے پر سائرہ نے سلگ کر اسے دیکھا۔ کیا چیز تھا وہ؟

"میری بلا سے نہ کرو۔ وہ معصوم سی بچی تو ویسے بھی تم جیسا کھڑوس انسان ڈیزرو نہیں کرتی۔"

اب زیان کی باری تھی۔ مسکراہٹ غائب ہوئی۔ اس نے ابرو چکا کر سکتے کے عالم میں اپنی ماں کو دیکھا۔

"معصوم... سی... بچی۔" اس نے توڑ توڑ کر تینوں الفاظ ادا کئے۔ آنکھوں میں ہنوز صدمہ سا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی معصوم سی بچی پچھلے دنوں پوری کمپنی کا کمپیوٹر سسٹم ہیک کر چکی ہے۔" اس نے جیسے بے یقینی سے کہتے ہوئے جتایا۔ اس کی بیوی اور معصوم... اف خدایا۔ مگر ماں سے یہ بات کہہ کر وہ جوتے نہیں کھا سکتا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم سے زیادہ جینئس ہے۔" وہ بے نیازی سے بولی تھیں۔

اتنی عزت افزائی... وہ بے اختیار ہنس پڑا۔ ساس، بہو کا ساتھ دیتے ہوئے بیٹے کو واقعی سائیڈ لائن کر چکی تھیں... مگر اسے قبول تھا۔

"اسٹار پلس کے سیریلز دیکھنا شروع کریں۔ آپ کو پتہ چلے کہ ساس کیسی ہوتی ہے۔"

"اب تم مجھ سے واقعی جوتے کھاؤ گے۔"

وہ خفگی سے کہہ رہی تھیں جب بیڈ پر رکھا موبائل بجنے لگا۔ غیر ارادی نگاہیں اسکرین تک گئیں، آنکھوں میں سایہ سا لہرایا۔ انہوں نے سر اٹھا کر زیان کو دیکھا جس نے تیزی سے موبائل اٹھاتے ہوئے کال میوٹ کی۔ عجیب سی خفت محسوس ہوئی تھی۔

"میں آتا ہوں۔" وہ نگاہیں چرائے، وہاں سے اٹھ گیا۔

سائرہ نے گہری سانس لے کر اسے جاتے دیکھا۔ماضی کی ریت تلے دبی یادیں، آنکھوں میں کرچیاں اتار گئیں۔انہوں نے تھک کر سر کراؤن سے ٹکا دیا۔

لان پر چھائی شام دھیرے دھیرے گہری ہوتی، آسمان کو اندھیروں کی طرف دھکیل رہی تھی۔اینٹرنس کے پلر سے ٹیک لگاتے ہوئے زیان نے ہر خاردار خیال کو جھٹک کر موبائل کان سے لگالیا۔آنکھوں میں کچھ تھا...زخم خوردہ...ایذاء...بے بس سا۔مسکراہٹ ماند پڑ چکی تھی۔

"السلام علیکم۔"وہ آہستگی سے بولا تھا۔

دوسری جانب لمحے کے لئے خاموشی چھائی رہی پھر گیلی اور زکام زدہ سی آواز ابھری۔

www.novelsclubb.com

"وعلیکم السلام۔"لہجہ تکان زدہ اور انداز شکست خوردہ سا تھا۔ازلی رعونت مفقود تھی۔

زیان نے بے اختیار آنکھیں میچیں۔وہ اس اذیت کو پہنچانتا تھا۔کرچی ہوا مان، راکھ ہوا یقین، ریزہ ریزہ ہوا بھروسہ۔

"آپ ٹھیک ہیں، ڈیڈ؟" کچھ جھجھکتے ہوئے، کچھ دھیرے سے اس نے پوچھا۔ عام سا سوال... جو کوئی بھی بیٹا اپنے باپ سے مکمل استحقاق سے کر سکتا ہے مگر بدنصیبی انہی کے مقدر میں آئی تھی جن کا رشتہ... ضد، انا اور اہانت نے زنگ آلود کر دیا تھا۔

حسام نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ ایک خاموش آنسو، گستاخی کرتا چہرے پر لڑھک گیا۔ یہ انداز، فکر، نرمی... انہوں نے کیا کیا کھو دیا تھا؟ وہ چند لمحے اپنی ہمت مجتمع کرتے رہے۔

خاموشی سانسوں میں گھلتی کرب کو سوا کر رہی تھی۔

"میں تم سے ملنا چاہتا ہوں، زیان۔"

دل رک کر شدت سے دھڑکا تھا۔ باپ کی بے بسی اور شکستگی... آخر میں لیا جانے والا نام جو یوں لگا جیسے ان سے سنے زمانے بیت گئے تھے... عجب تمنا... وہ سمجھ نہ سکا کہ کس چیز نے اس کے اندر حشر مچایا تھا۔

"میں آجاتا ہوں۔" وہ بے اختیار کہتے کہتے رکا۔ "آپ کے گھر۔"

دوسری جانب حسام کو جیسے اپنی روح جھلستی محسوس ہوئی۔ سرخ نم زدہ آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔ کاش کہ یہ تفرقہ ان کے نصیب کا حصہ نہ ہوتا مگر پچھتاوے ابھی شروع ہوئے تھے۔

"میں انتظار کروں گا۔" آواز میں قسمت کی مات کی کرچیاں واضح تھیں۔

زیان نے موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا۔ اسے اندازہ بھی نہ ہوا کہ اس کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔ تھک کر سر پلر سے ٹکاتے ہوئے آنکھیں بند کیں تو بے رنگ مائع کا قطرہ، خاموشی سے پلکوں سے ٹوٹ کر لڑھک گیا۔

شام کی اداسی یکدم ہی رات کی گھٹاٹوپ سیاہیوں میں بدلتی چلی گئی۔ لہر در لہر سیاہی۔ وہی اندھیرا جو قلب کی روشنی نگلنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

"یہ قسمت کی مات ہے۔ اس ظلم کا ثمر ہے جو تمہاری ماں پر ہوا تھا۔"

وہی مکروہ سرگوشی... ویسی ہی رگوں کو کاٹتی اذیت۔ چہرے پر کوئی سایہ سا لہرایا۔ ذہن کئی سال پیچھے بہہ گیا تھا جس پر ابھرتا منظر ٹکڑوں کی صورت میں سب اذیتوں کو سلگا گیا۔ وہ سسکیوں وجود کو جھنجھوڑ گئیں۔

"جب تمہیں باپ کی ضرورت تھی تو اس نے دھتکار دیا۔"

طنز و طعنوں کے وہ نشتر اس کے سارے زخموں کو ادھیڑ گئے۔ وہ اہانت آنکھوں کے سامنے لہرائی جو اس نے بار بار جھیلی تھی۔ وہ دو سال یاد آئے جو اس نے سعودیہ میں تنہا گزارے تھے... زخمی دل لئے کانٹوں کے اس دشت کا تپتا سفر ...جو اس نے اکیلے کاٹا تھا۔

"بھری محفل میں جس نے تم پر ہاتھ اٹھایا تھا، آج تم اسی کی طرف لوٹو گے؟"

وہ پل، وہ حدت کسی انی کی طرح اس کے دل میں گڑی تھی۔ یاد آنے پر وہ آج بھی خود سے نگاہیں نہیں ملا پاتا تھا۔ اتنا آسان نہیں تھا جتنا اس نے سمجھ لیا تھا۔

"کیا یہی تھی تمہاری مردانگی، عزتِ نفس اور ذات کا وقار؟" ہیولے کی خباثت بھری مسکراہٹ گہری ہو رہی تھی کیونکہ جو روشنی قلب میں اتری تھی وہ اندھیروں میں ڈھلنے کو تیار تھی۔

"والدین کے معاملے میں انا نہیں چلتی... میں نے سیکھ لیا ہے... یہ وہ رشتہ ہے جہاں انا مارنی پڑتی ہے۔"

دل کے کسی نہاں خانے سے سرگوشی سی ابھری۔اس نے دھندلی پڑتی آنکھیں کھولیں اور سیاہی میں ڈوبتے آسمان کو دیکھا۔چند لمحے وہ یونہی دیکھتا رہا... بھیگی آنکھوں کی داستان جیسے منزلِ مقصود تک پہنچ رہی تھی۔

"اسلمتُ۔" وہ آہستگی سے بڑبڑایا تھا۔(میں نے سر جھکا دیا)

یکدم ہی اندھیرے فنا ہوتے گئے۔وہی زرد افشاں سی روشنی چمکتے ذروں کی طرح جامنی آسمان کی جانب پر پھیلائے اڑنے لگی۔فضا میں جیسے زندگی دوڑی تھی۔ہیولا مدھم پڑنے لگا،اس کی گھڑے جیسی آنکھوں میں طیش سا امڈ آیا۔مگر اب کوئی وار کارگر نہیں تھا... عبد نے اپنا دل،اپنی مرضی،اپنی انا... سب اپنے مالک کے حوالے کر دیا تھا۔

زیان نے سر جھکا کر آنکھیں رگڑیں پھر اداس سی مسکراہٹ کے ساتھ سر جھٹک دیا۔

جو اس نے سیکھا تھا...اس کی مضبوطی اور صدق جانچنے کے لیے...اس کی تڑپ آزمانے کے لئے امتحان مد مقابل تھا...وہ پورا اترا تھا یا نہیں...وہ جو کر سکتا تھا،اس نے کر دیا تھا۔

دل مطمئن تھا...پر سکون اور ہر بوجھ سے آزاد تھا۔

"زیان۔"

عقب سے ابھرتی آواز پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا پھر ہلکا سا مسکرایا۔

"تیار ہو؟" وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا اور موبائل جیب میں رکھتے ہوئے نارمل انداز میں پوچھا۔

اسکارف چہرے کے گرد لپیٹتے ہوئے زمل نے بغور،اسے دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا جس کے انداز میں کچھ بدلا ہوا الگ رہا تھا۔

"گڈ۔میں چینج کر لوں پھر چلتے ہیں۔" وہ موبائل جیب میں رکھتے ہوئے اس کی سائیڈ سے نکل کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"تم نے بھی کہیں جانا ہے؟" وہ اس سے زیادہ اپنا سوال دبا نہیں سکتی تھی۔

"ڈیڈ کی طرف۔" وہ عام سے انداز میں اطلاع دے کر اندر جا چکا تھا جیسے روز آدھا دن وہیں گزارتا تھا۔

زمل کی آنکھوں میں لمحے کے لئے بے یقینی ابھری۔ دل جیسے رک سا گیا، اگلے ہی لمحے میں جوش سے اس کی جانب لپکی۔

"تم سچ کہہ رہے ہو؟"

زیان نے تاسف سے سر ہلایا۔ وہ پر جوش ہو چکی تھی، اس کی خوشی میں اس سے زیادہ خوش، ساری کتھا سن کر اب بھیگی آنکھوں کے ساتھ مسکراتے ہوئے کہے گی آئی ایم پراؤڈ آف یو۔ ممی کی معصوم جذباتی بچی۔

وہ اب وارڈروب سے کپڑے نکالتا، توجہ سے اس کی بات سنتے ہوئے سر ہلا رہا تھا۔ وہ اپنا میکے جانا بھول کر، تمتماتے چہرے کے ساتھ فرطِ جذبات میں کچھ کہہ رہی تھی۔

اس لمحے اس سے زیادہ خوش کوئی نہ تھا... فاصلے مٹا دیئے گئے... رشتے سمیٹ لئے گئے... زندگی معطر ہونے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

آفندی ہاؤس کا کنٹرول روم عجیب سی سفاکیت اپنے اندر لئے خاموش ٹھنڈک میں ڈوبا ہوا تھا۔ سیگریٹ کی مہک بھی مفقود تھی۔ ملائکہ کرسی کھینچتے ہوئے بیٹھی۔ لب بھینچے چہرے پر سپاٹ تاثرات تھے۔ اعتزاز دلچسپی سے گال تلے مٹھی رکھے اسے دیکھ رہا تھا۔ گلاسسز سے جھلکتی آنکھوں میں محظوظ سی چمک تھی۔

"کیا پلان ہے؟" ملائکہ نے نگاہیں اٹھا کر سرد انداز میں سوال کیا۔

نائل اور صیغم نے اس کی بدلی ٹون پر بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔ ابتہاج ان سے بے نیاز فائل کے صفحے الٹ رہے تھے۔ کسی تیسرے فریق کی طرح جو پیادوں کو لڑا کر سکون سے تماشا دیکھے۔

"وہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا لیکن پہلے ایک سوال کا جواب دو۔" اعتزاز آگے ہوا۔ "ایسا کیا ہوا ہے کہ تم یہ قدم اٹھا رہی ہو؟"

وہ آنکھیں سکیڑے جیسے اسے جانچ رہا تھا۔ ملائکہ نے پتھریلے تاثرات کے ساتھ اسے دیکھا۔ آنکھیں ہنوز گلابی سی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"وہ سارے شئیرز اپنے بیٹے کے نام کر رہا ہے۔"

"اوہ۔" اس کے لب گول ہوئے۔ "یعنی کہ تم اسے روکنا چاہتی ہو؟"

ملائکہ نے بنا کچھ کہے سر ہلا دیا۔ اس کا سرد انداز بے رحم ہوتا جا رہا تھا، وہ سپاٹ تھی۔ ابتہاج نے فائل سے سر اٹھا کر ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی۔

"اب کیا پلان ہے؟" چند لمحوں کے توقف کے بعد وہ بولی۔

"ایکسیڈنٹ۔" اعتزاز نے شانے اچکا دیئے۔

سر کو خم دیتے ہوئے ملائکہ نے پیچھے کو ٹیک لگائی اور کہنیاں کرسی کے ہتھ پر رکھ کر دونوں ہاتھ باہم ملا لئے گویا وہ اس بازی کے لئے تیار تھی۔ اعتزاز نے صیغم کو اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی کال کے بعد سے ہم اس پر مسلسل نظر رکھ رہے ہیں۔ جیسے ہی وہ گھر سے نکلے گا، ہم کام کر دیں گے۔ کنٹینر کے ذریعے ہم اسے ہِٹ کریں گے۔" وہ سنجیدہ انداز میں بریف کر رہا تھا۔

"ثبوت کیسے مٹاؤ گے؟"

"ہِٹ میں کروں گا۔" صیغم نے سکون سے کندھے اچکائے۔ "ایسے کسی ثبوت کو مٹانے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔"

ملائکہ چند لمحے پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔

"سی سی ٹی وی فوٹیجز؟" اس نے اعتزاز کو دیکھا۔

"ایکسیڈنٹ کے فورا بعد ہی نائل ساری فوٹیجز اپنے قبضے میں لے لے گا۔ ویسے بھی وہ سب اپنے غم میں ہوں گے، اتنا دھیان کسی کا نہیں جائے گا۔"

"اوکے۔" اس نے گہری سانس کھینچی۔ "مگر بہتر ہے کہ یہ کام کل ہی کر دیا جائے۔ پرسوں وہ اپنے وکیل کو بلا کر سارے انتظامات فائنل کر لے گا۔ یہ کام اس سے پہلے ہو جانا چاہیے۔"

www.novelsclubb.com

"ہو جائے گا۔"

ملائکہ نے آنکھیں میچ کر کھولتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھا۔ لمحے کے لئے دل کی دھڑکنوں میں تلاطم سا اٹھا۔

تو یہ تھا اس کا سفر؟ بازی شروع کرتے ہوئے یہ قدم وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ حلق میں اٹکتے آنسوؤں کے گولے کو سختی سے نگل لیا۔

اندر اٹھتا طوفان آہستہ آہستہ سب تہہ و بالا کرنے والا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

دیواروں پر چڑھتی بیلیں ہلکی ہوا میں جھومتے ہوئے کرسیوں پر بیٹھے نفوس کو دیکھ رہی تھیں۔ لان پر چھائی شام رات میں تبدیل ہونے لگی تھی۔ کافی کا مگ تھامے زمل خاموشی سے سامنے بیٹھے اعظم کی بات سن رہی تھی۔ وہ کچھ دن پہلے ہی سعودیہ سے آئے تھے۔

"عابد بھائی آپ کا پوچھ رہے تھے۔"

زمل کی مسکراہٹ پھیکی پڑی۔ چمک ماند ہوئی۔ چہرے پر سایہ سا لہرایا۔ اس نے خفیف سا سر جھٹک دیا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ کل چکر لگا لیتے ہیں۔" وہ اپنی رو میں کہہ رہے تھے۔

زمل نے بے چینی سے انہیں دیکھا۔

"جانا ضروری ہے کیا؟"

اعظم نے ٹھٹک کر اسے دیکھا۔ یہ کیسا سوال تھا؟ اس لمحے وہ انہیں مضطرب سی لگی۔

"ظاہر ہے۔ اب وہ اصرار کر رہے ہیں تو جانا چاہیے۔" انہوں نے رسان سے کہا۔

زمل نے ہلکا سا نفی میں سر ہلاتے ہوئے نگاہیں موڑ لیں۔ وہ اب انہیں کیا بتائے؟ چہرے پر پژمردگی چھانے لگی۔ وہ لب کاٹتے ہوئے بیلوں کو دیکھ رہی تھی۔

"یعنی آپ نہیں جائیں گی؟" وہ بغور اسے دیکھ رہے تھے۔

"نہیں ابو۔" اس نے نظریں ملائے بغیر کہا۔ "زیان کے ساتھ کہیں جانا ہے۔"

"یہ وجہ نہیں ہے، زمل۔" ان کا انداز حتمی تھا۔

اس کی آنکھوں میں بے بسی امڈ آئی۔ایک عرصہ جو بوجھ خود تک رکھا تھا،وہ اب اسے تھکانے لگا تھا۔

"مجھے وہاں جانا پسند نہیں ہے۔"چند لمحوں بعد اس نے دھیرے سے کہا۔

اعظم ویسے ہی گال تلے مٹھی رکھے اسے دیکھ رہے تھے۔پر سکون آنکھوں میں استفہام تھا۔زمل نے نگاہیں اٹھائیں۔بے بسی واضح ہوئی۔

"آپ بھول گئے ہوں گے لیکن مجھے یاد ہے جو وہ کرتے رہے ہیں۔"

لمحے کے لئے اعظم کچھ نہ کہہ سکے۔آنکھوں میں استعجاب امڈ کر معدوم ہوا۔

"کیا کیا ہے انہوں نے؟"وہ آہستگی سے سیدھے ہوئے۔بے چینی انداز میں اٹھی۔کچھ تھا جو کھٹکنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"جو وہ آج تک ہمارے ساتھ کرتے آئے ہیں۔"آواز کانپی۔"آپ کو بھی تو پتہ ہے۔"

اس کے انداز کا گلہ محسوس کرتے ہوئے ان کی آنکھوں میں تکان امڈ آئی۔

"وہ ماضی تھا۔"ان کا انداز شکستہ سا تھا۔

زمل نے نفی میں سر ہلایا۔

"اسی ماضی نے میرا حال متاثر کیا۔ میں نے ایک لمبا عرصہ اس ذہنی قید میں گزارا ہے، ابو۔ اب جب میں آزاد ہو گئی ہوں، موو آن کر چکی ہوں، مجھے پھر سے ان لوگوں کی طرف نہیں پلٹنا۔ میں اپنی زندگی میں، اپنی فیملی کے ساتھ خوش ہوں۔ میں پھر سے اپنے زخم نہیں ادھیڑنا چاہتی۔" اس کی آواز بھیگنے لگی۔

اعظم کے دل پر جیسے کسی نے پیر رکھ دیا۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھتے رہ گئے۔ اس لمحے انہیں لگا کہ سامنے بیٹھی لڑکی کو پہلی بار جان رہے تھے۔ کوئی بدترین سا احساس برق بن کر چھو گیا۔

"میں آپ کو آپ کے رشتوں سے دور نہیں کرنا چاہتی لیکن پلیز، ان کی اصلیت جانتے بوجھتے نظر انداز نہ کریں، صرف اس لئے کہ وہ آپ کے بھائی ہیں۔ ہم نے پہلے ہی بہت نقصان اٹھا لیا ہے، اب مزید نہیں۔" اس نے سختی سے آنکھیں رگڑ دیں۔ وہ لاعلم رہی کہ اپنی رو میں، وہ بہت کچھ کہہ گئی تھی۔

اعظم ٹیک چھوڑ کر ذرا سا آگے ہوئے۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"آپ کچھ اور بھی جانتی ہیں نا؟" وہ اندر تک اترتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

لمحے کے لئے سنسناہٹ سی زمل کو رگوں میں دوڑتی محسوس ہوئی۔اس نے بے اختیار سر اٹھا کر اپنے باپ کو دیکھا جو بے حد سنجیدہ لگ رہے تھے۔اس لمحے اسے احساس ہوا کہ وہ دل کا بوجھ کہہ گئی تھی۔

"آپ ایسا کیا جانتی ہیں زمل جس نے آپ کو ذہنی آزاد نہیں ہونے دیا؟" وہ زور دیتے، بے لچک انداز میں پوچھ رہے تھے۔آج انہوں نے اس کے لئے کوئی راہِ فرار نہیں چھوڑی تھی۔

اس نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ہاتھوں کی مبہم سی لرزش کو چھپانے کے لئے اس نے مٹھیاں بھینچ لیں۔چہرہ بے رنگ سا ہونے لگا تھا۔چند لمحے ہوا پتوں کو سرسراتے ہوئے ماحول کی اداسی میں اضافہ کرتی رہی تھی۔

"اس رات میں وہیں تھی۔"

اعظم کی آنکھوں میں نا سمجھی ابھری پھر یوں جیسے ان کا سانس رک گیا۔وہ سن رہ گئے تھے۔

"اس حادثے کے وقت میں امی کے ساتھ تھی۔میں نے سب اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا،ابو۔"ایک بے نام سا آنسو ٹوٹ کر گرا۔

وہ ساکت سے اسے دیکھ رہے تھے۔دل میں کوئی لہر سی اٹھی جس کی تکلیف رگوں میں سرایت کرنے لگی۔

"میں جانتا ہوں کہ کچھ آپ کو ڈسٹرب کر رہا ہے۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے،ابو ایگزامز کی ٹینشن ہے۔"اعتماد سے ہمیشہ کی طرح ایمبر آنکھوں والی لڑکی نے پھر جھوٹ بول دیا تھا۔وہ ہمیشہ یہی تو کرتی تھی۔توجہ اپنی طرف سے ہٹا دیتی تھی۔

وہ کبھی جان کیوں نہ سکے؟کیوں انہوں نے اس کے جھوٹ پر یقین کر لیا تھا؟ اذیت نگاہیں دھندلانے لگی۔

"وہ خون، وہ زخم، وہ موت۔ میں نے سب دیکھا تھا۔" اس کے لب کپکپائے۔ آنسو یکے دیگرے لڑھکنے لگے۔

اعظم نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔ دل کے جیسے بخیے ادھڑتے جا رہے تھے۔

"لیکن میں نے صرف یہی نہیں دیکھا تھا۔" ہاتھ کی پشت سے گال رگڑتے ہوئے اس نے باپ کو دیکھا۔ "میں نے آپ کے بھائی کی بے حسی بھی دیکھی تھی۔"

اس کی آنکھوں میں یکدم ہی ویرانی اتر آئی۔ اعظم کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچا۔ وحشت روح میں اترتی محسوس ہوئی۔ ساری کہانی لمحوں میں سمجھ آ گئی تھی۔ ہر حکایت واضح ہو گئی تھی۔

"اس سرد، ویران رات میں، میں نے ان کے دروازے کھٹکھٹائے تھے کہ وہ میری ماں کو بچا لیں لیکن..." اس کی آواز بکھرنے لگی۔ "کوئی نہیں آیا، ابو۔ انہوں نے دروازہ نہیں کھولا۔ میں تنہا رہ گئی تھی۔"

ان کا تنفس بھاری پڑتا جا رہا تھا۔آنکھوں میں سرخ سی لکیریں تھیں۔

"رات کے دو بجے، ہم سب کمروں میں تھے۔پتہ ہی نہ چلا کب قیامت آ کر گزر گئی۔" عابد افسردگی سے کہہ رہے تھے۔

اعظم نے آنکھیں میچیں۔کیا وہ سچ کہہ رہے تھے؟ کیا اس رات دروازہ نہ کھولنا ایک اتفاق تھا؟ کیا ان کا بھائی واقعی بے خبر رہا تھا؟

"کہانی چاہے کچھ بھی کہے، میری ماں کو آپ کے بھائی نے ہی مارا تھا۔" ضبط سے کہتے ہوئے اس کی آواز کانپ رہی تھی۔مگر اسے رونا تھا۔اپنی مضبوطی کا ملمع اتار کر اسے ڈھیر سارا رونا تھا۔

اعظم دھندلی پڑتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔اترتی شام اتنی بے رحم ہو گی، ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔بھائی کی غفلت سے زیادہ یہ بیٹی کی اذیت تھی جو دل کاٹ رہی تھی۔وہ آہستگی سے اٹھ گئے۔زمل نے آنکھیں رگڑتے ہوئے انہیں جاتے دیکھا۔مزید کسی تکلیف سے بچانے کے لئے یہ تکلیف ضروری تھی۔

کتنی ہی دیر وہ تنہا وہاں بیٹھی رہی۔اپنے اندر اٹھتے طوفان پر بند باندھتی رہی۔رات دھیرے دھیرے ڈوب رہی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ بدترین حقیقت سامنے آنا ابھی باقی تھا۔

☆☆☆☆☆☆

سفید ستونوں والا محل خاموشیوں کی زد میں تھا۔ایسی خاموشی جو قبرستان کا خاصہ ہوتی ہے۔کشادہ لش گرین لان شام کے اترتے اندھیرے میں سحر انگیز لگ رہا تھا۔چند قدم عبور کر کے آؤ تو وسط میں نیلے پانیوں سے بھرا سوئمنگ پول اسی خاموشی سے ہر اذیت کا گواہ بنا بہہ رہا تھا۔کنارے پر کھڑے حسام ارتضی کی آنکھیں آج بے رونق تھیں۔یوں جیسے ہر شکستگی عیاں ہو گئی تھی۔رنگت مرجھا چکی تھی۔

جیبوں میں ہاتھ ڈالے،وہ خاموشی سے بہتے پانی کو دیکھ رہے تھے جس میں سفید بتیوں کا عکس لرز رہا تھا۔یادوں کے دل کو سلگاتے ٹکڑے جیسے ہر لہر میں ابھر رہے تھے۔کرب بڑھتا جا رہا تھا۔

تبھی فضا میں کوئی لطیف سا احساس موجزن ہوتا گیا جو فقط ایک باپ پہچان سکتا تھا۔ عقب سے قدموں کی چاپ ابھری۔ مدھم خوشبو دھیرے سے چاروں طرف پھیلتی گئی۔

حسام نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ وہ اس آہٹ کو پہچانتے تھے، خوشبو اور احساس کو بھی۔ حلق میں کوئی پھندا سا پڑ گیا۔ ہمت مجتمع کرتے ہوئے وہ آہستگی سے پلٹے۔

آنکھوں میں مبہم سی نمی اترنے لگی۔ دل مزید رسنے لگا۔ یوں لگا جیسے وہ صدیوں بعد ان کی نگاہوں میں آیا تھا... سالوں بعد آنکھوں کی پٹی ہٹا کر وہ آج ہی تو اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ ہمیشہ سے انہیں اکھڑ اور بدمزاج لگتا تھا۔ آنکھوں کی سنجیدگی... انداز کا سپاٹ پن... لہجے کی بے رخی... وہ جیسے آج اس کے رویئے کی کہانی جان گئے تھے۔ وہ کیوں بدظن تھا... آج احساس ہو گیا تھا۔

ان کی کیفیت سے بے خبر، جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے زیان نے سر کو خم دیا۔ نگاہیں ان پر جمی تھیں۔ سیاہ ہوتی کتھئی آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔

لیکن کیا تمہارے پاس وہ احساس ہے جو محسوس کروا سکے؟

پرکشش آنکھوں میں صرف سنجیدگی نہیں تھی، ہلکا سا شکوہ بھی تھا... موہوم سا۔

کتنے ہی لمحے سانس روکے پگھل گئے۔ آج ان کے درمیان چھائی خاموشی، عجیب کرب زدہ تھی۔

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا؟" ویسے ہی اسے دیکھتے ہوئے حسام نے آہستگی سے پوچھا۔

ان کے عقب میں بہتے پانی کو دیکھتے ہوئے زیان نے کندھے اچکائے۔ وہ دانستہ ان سے نگاہیں نہیں ملا رہا تھا۔ باپ کی شکستگی دیکھنا، دل کو کاٹ دینے جیسا تھا۔

"بہت ساری وجوہات تھیں۔"

"سب سے اوپر کیا تھی؟" وہ زکام زدہ سی آواز میں پوچھ رہے تھے۔

"آپ یقین نہیں کریں گے۔" بے تاثر انداز میں کہتے اس نے باپ کو دیکھا۔

حسام لب بھینچے،اس کی کتھئی آنکھوں کی حکایات پڑھتے رہے۔اس کی آنکھیں انہی جیسی تھیں لیکن نگاہوں کی سنجیدگی...زخمی پن...بے بس سا شکوہ...ان سے مختلف تھا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں یہ غلطی دہراؤں گا؟"

زیان جیسے کچھ نہ کہہ سکا۔حلق میں پھندا سا پڑ گیا۔اس کی ساری مضبوطی، باپ کی بے بسی اور تکلیف کے آگے ریت کا ڈھیر ثابت ہو رہی تھی۔وہ پل کے لئے خاموش رہا۔

"میں آپ کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔"

حسام کو اپنا وجود پاتال کی گہرائیوں میں دھنستا محسوس ہوا۔انجانی سی تکلیف رگوں میں اترتی گئی۔آنکھیں گلابی پڑنے لگیں۔انہوں نے کیا کیا گنوا دیا تھا؟

"تمہیں مجھ سے نفرت نہیں ہوئی؟"

زیان کے دل کو جیسے دھکا سا لگا۔اس نے کرب سے لب کاٹا۔یہ اس کا وہ باپ نہیں تھا جسے ہمیشہ دیکھا تھا۔جھکے کندھے، شکستہ انداز، تکان زدہ نگاہیں۔اور آج اسے اندازہ ہوا تھا۔

جو مثلِ چٹان کھڑے رہیں،ان کا بکھرنا بھی ایک الگ ہی اذیت دیتا ہے۔وہ چند پل ان کی گلابی آنکھوں میں ٹھہری نمی میں چھپے اسرار دیکھتا رہا۔پھر بہت آہستگی سے اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

تکلیف قلب میں اٹھی تھی۔ضبط کے باوجود ایک آنسو ٹوٹ کر چہرے پر لڑھک گیا۔آنکھوں میں کرچیاں سی بس گئیں۔زیان نے بے اختیار نظریں چرا لیں۔

www.novelsclubb.com

"اس سب کے بعد بھی نہیں؟"آواز میں مبہم سی لرزش تھی۔

زیان چند لمحے نیلے پانی میں جھلملاتی روشنیوں کا لرزتا عکس دیکھتا رہا۔ماضی ذہن سے محو ہو چکا تھا۔ہر تلخی،ہر رنجش بھول گئی تھی۔یاد رہا تو فقط اتنا کہ سامنے کھڑا شخص اس کا باپ تھا۔وہی باپ، جس کی محبت کی ایک عرصہ اس کے دل نے

خاموش تمنا کی تھی۔ایک آئیڈیل اور پرفیکٹ باپ اور بیٹے کا رشتہ... جس کی آرزو کہیں بہت اندر گڑی تھی۔

"میں آپ سے ناراض تھا، خفا تھا، بدظن بھی۔ لیکن..."اس نے نگاہیں اٹھائیں۔"میں آپ سے کبھی نفرت نہیں کر سکا، ڈیڈ۔"

اسے خود بھی اندازہ نہ تھا کہ اس کے جذبات آنکھوں سے عیاں ہو رہے تھے۔وہ شکستگی آواز میں اتری، اذیت لہجے میں گھل گئی، تکلیف انداز میں امڈ آئی۔

حسام ارتضی کو اپنے قدموں پر کھڑے رہنا مشکل لگ رہا تھا۔ذات ریزہ ریزہ ہوتی مٹی ہو رہی تھی۔وجود اعتماد کی چوٹ میں گھائل ہو رہا تھا۔روح پچھتاوے کے احساس سے مجروح ہو رہی تھی۔وہ کتنی ہی دیر، گیلی آنکھوں سے اس کا چہرہ دیکھتے رہے۔

دھیمی، زخمی سرگوشی فضا میں ارتعاش پیدا کر گئی۔

"کیا تم مجھے معاف کر سکتے ہو، زیان؟"

زیان کا جیسے کسی نے سانس روک دیا۔اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔اگلے ہی لمحے ششدر رہ گیا۔

حسام ارتضی نے ویسے ہی سرخ گیلی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔

یہ اس نے کب چاہا تھا؟اسے یوں لگا جیسے اس کی بولنے کی طاقت سلب ہو چکی تھی۔ عجیب سی تکلیف تھی جو سینے میں اٹھی۔اذیت برق بن کر دل کو چھو گئی۔

"ایسا نہ کریں،ڈیڈ پلیز۔"اس نے تڑپ کر ان کے ہاتھ تھامے۔

پلکوں کی باڑ پھلانگتے ہوئے کئی آنسو حسام کے چہرے پر پھسلنے لگے۔ارد گرد سب تحلیل ہو رہا تھا۔سب دھند میں مبہم ہو رہا تھا لیکن ان کے سامنے کھڑا،ان کے ہاتھ تھامے وہ واضح تھا اور بس وہی واضح تھا۔

"میں نے تمہارے ساتھ غلط کیا تھا۔"آواز کانپ رہی تھی۔بے بسی اپنی انتہاؤں کو چھونے لگی۔

زیان نے آہستگی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے نرمی سے ان کا ہاتھ چوما۔

"آپ نے میرے ساتھ غلط نہیں کیا تھا۔" سر اٹھایا۔ آنکھیں گلابی پڑنے لگیں۔ "آپ نے ممی کے ساتھ غلط کیا تھا۔ میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا، وہ اس کا ہی نتیجہ تھا۔"

حسام کو اپنی ذات اندھیروں میں فنا ہوتی محسوس ہوئی۔ دل نئے بوجھ سے جھکنے لگا۔

"مجھے آپ کی معافی نہیں چاہیے تھی، مجھے آپ کا اعتراف چاہیے تھا۔" اس کا انداز زخمی سا تھا۔ "آپ نے ممی کے ساتھ غلط کیا تھا، یہ احساس چاہیے تھا مجھے۔"

حسام کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ یہ پہلی دفعہ تھا کہ وہ ان سے کچھ کہہ رہا تھا۔ اپنے جذبات سامنے رکھ رہا تھا۔ انہوں نے شائد اسے جانا ہی پہلی بار تھا۔

"آپ کو اپنے نقصان کا علم نہیں ہے۔ جب ہو گا تب آپ پچھتائیں گے۔" لڑکی نے سکون سے کندھے اچکائے تھے۔

علم ہو چکا تھا... پچھتاوا بھی گہرا ہو رہا تھا... خسارے کا احساس بھی بڑھتا جا رہا تھا۔

"غلطیاں میری بھی تھیں۔میرے آپ کی طرف سے کوئی حساب نہیں نکلتے۔میں نے کوئی حساب رکھا ہی نہیں۔"

وہ آہستگی اور نرمی سے کہہ رہا تھا۔گلابی گیلی آنکھیں پر سکون تھیں۔وہ ایک لمحہ تھا...فقط ایک لمحہ...حسام نے دھیرے سے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نکالے۔ایک پل کو اس کا چہرہ دیکھا پھر ہر تشنگی بھلائے،اسے گلے لگا لیا۔

وہ ساکت رہ گیا تھا۔اندر جیسے حشر مچ گیا۔آج پہلی بار...اس کے باپ نے اسے سمیٹا تھا۔ضبط کا ہر پہرہ...برداشت کا ہر بند...حوصلے کی ہر دیوار ریزہ ریزہ ہو گئی۔اس نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔آنسو تیزی سے،ایک کے بعد ایک لڑھکنے لگے۔

www.novelsclubb.com

ثابت ہوا کہ چار سال کا زیان ارتضی آج بھی اس کے اندر سانس لیتا تھا۔وہی جو باپ کے لمس اور محبت کا اسیر تھا۔وہ آج بھی وہی تھا۔آج بھی باپ کی آغوش نے ہر فشار کو ٹھنڈا کر دیا تھا۔

میں نے کہا نا...لوٹ آنا ہر خسارہ بھلا دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

اسلام آباد پر چھائی رات میں خنکی بڑھ رہی تھی۔ شہر سے کچھ دور پھیلی منہدم ہوتی بستی میں وہی ازلی ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ فضا کسی مغضوب احساس کے تحت بوجھل اور خاموش تھی۔ اکا دکا اسٹریٹ لیمپ روشن تھے۔

قطار میں کھڑے گھروں میں چوتھے دروازے کے آگے کار آرکی۔

اسٹیرنگ وہیل تھامے، ماسک لگائے لڑکی نے بمشکل بھاری ہوتا سانس کھینچ کر اپنے زندہ ہونے کا احساس کرنا چاہا۔ کرب برداشت سے باہر ہوتا رگیں کاٹ رہا تھا۔ وہ لب کو بے دردی سے کچلتے ہوئے آنکھوں تک آتی نمی کے آگے بند باندھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ خون کی باس میں ڈوبے لمحے... بے کل رہ جاتی زندگی کے آثار... تہی دامنی کا بدترین احساس۔

صحن خاموش تھا۔ کسی گزرے دن کی سیاہی کی طرح جو اپنے ان مٹ نشان چھوڑ گئی تھی۔ وہ ہمیشہ کی طرح کیاریوں کو نظرانداز کرتا، برآمدے میں کمرے کا دروازہ کھول چکا تھا۔ سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار روشنی کو بکھرنے کا موقع دیا۔ چند لمحے وہ

ویران کمرے کو دیکھتا رہا۔ بھوری آنکھوں میں سرخ سی لکیریں تھیں۔ وہ یہاں پہلی دفعہ نہیں آیا تھا۔ مگر آج احساس مختلف تھا۔ جس بہن کی یاد روز جان نکالتی تھی، وہ زندہ تھی۔ اس نے کئی برس پھر لاعلمی میں گزار دیئے۔ اس نے تھک کر آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

ہمیشہ کی طرح چابی نہ ہونے کی وجہ سے اس نے دوسرا راستہ استعمال کیا۔ رسی کی مدد سے آہستگی دیوار پر اپنے قدم جمائے اور پھر اندر چھلانگ لگا دی۔ سانس درست کرتے ہوئے ارد گرد دیکھا تو لمحے کے لئے پیروں تلے زمین کھسکتی محسوس ہوئی۔ وہ سُن رہ گئی۔

کمرے کے دروازے میں ایستادہ حازم حیدر رضا نے اذیت سے آنکھیں میچیں۔ وہ جیسے جان گیا تھا کہ پیچھے کون تھی۔ جس کو ہر سانس کے ساتھ یاد کیا تھا، اس کا احساس جھٹلایا جا سکتا تھا؟

"آپ کا گھر ہے، عرشی۔ آپ کی ماں کا گھر۔" پلٹے بغیر، اس نے ضبط سے بھاری ہوتی آواز میں کہا تھا۔

مائعزم نور کو اپنے قدموں پر کھڑا رہنا مشکل لگنے لگا۔ وہ کھڑی تھی تو کمال تھا۔ وہ سانس لے رہی تھی، تو انتہا تھی۔ وہ پلکیں جھپکائے بنا اسے دیکھ رہی تھی۔ کسی مجسمے کی طرح ساکن، کسی سحر زدہ کی طرح مسحور۔

وہ حقیقت تھا۔ ہر اذیت دم توڑنے لگی... ہر تکلیف محو ہونے لگی۔ نگاہوں سے اترتا سکون دل پر مرہم رکھنے لگا۔

حازم آہستگی سے پلٹا۔ نگاہ میں نگاہ الجھی۔ صدیوں کی آہ مجسم بنی۔ بے رنگ مائع بے قابو ہونے لگا۔

مائعزم نے بدقت سانس کھینچا۔ وہ بھوری آنکھوں کی ہر تحریر حرف بہ حرف پڑھ سکتی تھی۔ شکوہ... بے بسی... بے انت اذیت۔ یہ وہ تھا جسے اس نے قدم اٹھانا سکھایا تھا۔ جس کی ہر مسکراہٹ کو اپنے دل پر کندہ کیا تھا۔ جس پر آئی ذرا سی آنچ، عروش رضا کو زندہ درگور کر دیتی تھی۔

اور آج... کتنی صدیوں کی مسافت طے کرنے کے بعد...ہر زادِ راہ لٹا کر...زخم زخم روح لئے وہ آمنے سامنے تھے۔جان وہ تھی...جو آج بھی ایک دوسرے میں بستی تھی۔سانسیں وہ جو ایک دوسرے سے بندھی تھیں۔

"عروش میری روح اور حازم میرا قلب ہے۔"

وہ اپنا ضبط کھو رہا تھا۔اسی صحن میں ایک قیامت ان پر ٹوٹی تھی۔یہاں حازم حیدر رضا نے اپنی ہر متاع گنوادی تھیں۔آوازیں جان نکالنے کے درپے تھیں۔

مائعزم نے آہستگی سے پلکیں جھپکائیں۔کئی خاموش آنسو چہرے پر لڑھک گئے۔وہ ویسے ہی گیلی آنکھوں سے،لب بھینچے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ جیسے اب بھی خفا تھا۔

www.novelsclubb.com

سالوں بعد اسے دیکھ کر عروش رضا نے قدم پیچھے لئے تھے،اب آگے بھی اسے ہی بڑھنا تھا۔یونہی اسے نگاہوں کے حصار میں رکھتے ہوئے مائعزم نے ٹرانس کی سی کیفیت میں قدم آگے کو بڑھائے۔

پہلا قدم...اسے موت کی نوید سنائی گئی تھی۔اس کے باپ نے کاغذ کے ٹکڑوں کے عوض اس کا سودا کر دیا تھا۔

دوسرا قدم...اس نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا جوان غنڈوں کی منت کر رہی تھی اور دوسری نظر ساتھ ہراساں کھڑے لڑکے پر ڈالی۔قربانی عروش رضا کے حصے آئی تھی۔

تیسرا قدم...بھوری آنکھوں والا لڑکا اس کے ہاتھ تھامے رو رہا تھا۔وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔وہ کبھی نہ لڑنے کا وعدہ کر رہا تھا۔اذیت روح میں کرچیاں اتار رہی تھی۔

چوتھا قدم...اس نے اپنے گھر کی دہلیز پار کر لی۔وہ اپنی دنیا پیچھے چھوڑ آئی۔ اس لمحے عروش رضا ختم ہو گئی تھی۔

وہ یوں آگے آئی کہ اس کے برابر کھڑی تھی۔آخری دفعہ جب اسے دیکھا تھا تو وہ اس کے کندھوں تک آتا تھا۔آج اسے دیکھنے کے لئے سر اٹھانا پڑ رہا تھا۔زندگی

نے کیسے کیسے سودا کروالئے تھے۔اس نے آہستگی سے اس کا ٹھنڈا پڑتا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں قید کیا اور نظریں اٹھائیں۔لہولہو ہوتی نگاہیں...اذیت سے چور آنکھیں۔

حازم کو اپنا وجود جھلستا محسوس ہوا۔اس نے آخری دفعہ بھی ایسے ہی اس کے ہاتھ تھامے تھے۔وہ لمس آج بھی اس کے دل پر رقم تھا۔خساروں کا احساس گہرا ہوتا جا رہا تھا۔

"آئی ایم سوری۔آئی ایم سوری فار ایوری تھنگ۔تمہیں چھوڑ کر جانے کے لئے، علم رکھ کر بھی لاعلم رہنے کے لئے، تمہیں اکیلا کرنے کے لئے۔"آنسو ٹوٹ کر لڑھک گیا۔"کیا تم مجھے معاف کر سکتے ہو، حیدر؟"

حازم کو اپنی روح پر اترتے سناٹے گہرے ہوتے محسوس ہوئے۔آنکھیں گیلی ہو رہی تھیں۔وہ بنا پلکیں جھپکائے، سانس روکے بس اسے دیکھ رہا تھا۔ان اذیتوں کا حساب لگایا جو اس کے بغیر جھیلی تھیں، ان تکلیفوں کا ادراک کیا جو اس سے جڑی تھیں۔آج کئی خاردار پہروں کے پھسلنے کے بعد اس نے وہ نام سنا تھا جو سانسوں کے ساتھ جڑا تھا۔

مائعزم نے گلابی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ چھوڑا پھر بنا کچھ کہے، بازو اس کے گرد لپیٹتے ہوئے سر اس کے کندھے سے لگا دیا۔ آنسو تیزی سے لڑھکنے لگے۔ اس کی دبی دبی سسکیاں گونجنے لگیں۔

حازم کو اپنے تمام بند بکھرتے محسوس ہوئے۔ جمود جیسے لمحے میں ٹوٹا تھا۔ بے اختیار پہلو میں گرے بازو اس کے گرد لپیٹ لئے۔ وہ ویسے ہی رو رہی تھی۔ اس نے شکستگی سے آنکھیں بند کر لیں۔ بے رنگ قطرے ایک کے بعد ایک لڑھکنے لگے۔ دل پھر سسکا تھا۔ روح پھر زخم زخم ہوئی تھی۔

فضا میں کچھ تھا جو پھیلنے لگا... طویل ہجر کے بعد ملن کی سکینت سا۔ رات ابھی بھی اندھیری تھی۔ مگر ٹمٹماتے تاروں کا سا احساس، کئی رستے زخموں پر مرہم رکھ گیا۔

کئی لمحوں بعد سرگوشیاں فضا کو مرتعش کر رہی تھیں۔ کیاریوں کے پاس بیٹھی مائعزم، دھیمی آواز میں کچھ کہتے ہوئے مٹی پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔ دیوار سے

ٹیک لگائے حازم، خاموشی سے تنکا مروڑتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ بھیگے چہرے، تر آنکھیں، تکان زدہ وجود۔

"میں نے کھائی میں چھلانگ نہیں لگائی تھی۔ شائد ان غنڈوں نے اپنے باس کے غصے سے بچنے کے لئے کہہ دیا ہو لیکن میں نے انہیں ڈاج دیا تھا۔ انہوں نے ایک پوائنٹ پر گاڑی روکی تھی۔ انہیں شائد مجھ سے امید نہیں تھی۔ میں وہاں سے فرار ہو گئی تھی۔"

وہ لمحے کے لئے رکی۔ ضبط سے الفاظ مجتمع کرنا چاہے۔

"میں نے دو سال بہت اذیت میں کاٹے تھے۔ سروائیو کرنے کی چاہ، تنہائی، خود کو بچانے کا خوف۔ لیکن میں نے اس سب کے باوجود فیصلہ کیا تھا کہ میں پڑھوں گی کیونکہ میں باقی زندگی ایسے نہیں گزارنا چاہتی تھی۔ مجھے ہر خوف سے بے خوف ہونا تھا، میں پر سکون ہونا چاہتی تھی۔ دو سال ایسے ہی گزر گئے، میں بس ان میں پیسے جمع کرتی رہی تاکہ میٹرک کے پیپرز دے سکوں۔"

دل سے رستا خون ہر طرف بہنے لگا۔حازم کی آنکھوں کی اذیت سوا ہوئی۔

اسے اچھی طرح یاد تھا کہ اس حادثے کے بعد کیسے ماہ گل نے اپنا آپ لٹا دیا تھا۔اس کے پاس اس وقت سب تھا۔وہ محفوظ تھا، فیملی میں تھا، آسائشوں میں تھا اور وہیں اس کی بہن اس معاشرے میں اپنی جنگ لڑ رہی تھی۔اس کے پاس ناراض ہونے کا کون سا حق تھا؟

"میٹرک کے رزلٹ کے بعد مجھے پنڈی کے کالج میں اسکالرشپ مل گئی تھی اور وہیں مجھے انابیہ ملی۔"

"آپ نے بابا سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟"

"بابا؟" وہ بے ساختہ چونکی تھی۔متعجب نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"مطلب، ماموں سے۔" اس نے بے اختیار نگاہیں چرائیں۔

وہ زخمی انداز میں مسکرائی۔

"پنڈی میں آنے کے بعد میں نے انہیں ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ شائد اسلام آباد چلے گئے تھے؟" اس نے سوالیہ ابرو چکائے۔

حازم نے اثبات میں سر کو خم دیا۔

"انابیہ نے آپ کی مدد کیسے کی تھی؟" وہ اس کی ہیزل آنکھوں کو دیکھتا دھیرے سے پوچھ رہا تھا۔ماں کا احساس نئے سرے سے روح ادھیڑ گیا۔

"وہ مجھ سے ایک سال جونیئر تھی۔کالج کا کوئی فنکشن ارینج کرنے کے دوران ہم دونوں کی دوستی ہو گئی۔میں نے اسے کبھی اپنی کہانی نہیں سنائی مگر کچھ حد تک وہ اندازہ لگا گئی تھی اسی لئے وہ بہنوں کی طرح مجھے ٹریٹ کرتی تھی۔اس نے آنے سے مشکلات کم تو نہیں ہوئیں لیکن کئی راستے ملنے لگے۔ڈگری کے بعد مجھے بزنس کرنا تھا۔اس سب میں بھی انابیہ نے بہت مدد کی۔کئی سالوں کی جدوجہد کے بعد میرے کیفے نے اپنے قدم جما لئے۔" آنکھوں میں چمک سی ابھری۔

"اچیو زی کیفے۔" وہ مسکرا بھی نہ سکا۔

مائعزم نے آہستگی سے آنکھیں رگڑیں۔

"سترہ سال گزر گئے، حیدر۔ان سالوں میں کوئی رات ایسی نہ آئی جب میں نے تمہیں یاماں کو یاد نہ کیا ہو۔تم ساتھ ہو کر بھی ساتھ تھے۔"آواز میں کرچیوں سی اذیت تھی۔

حازم چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ہر خیال کو جھٹک کر حاصل کو دل میں اتارنا چاہا ورنہ زیاں تو آج بھی اپنا ہر مدار وہیں رکھتا تھا۔

وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔مائعزم سر جھکائے،انگلی سے کیاری میں بکھری مٹی پر لکیریں کھینچ رہی تھی۔حازم نے آہستگی سے اس کا ہاتھ تھاما اور دونوں کو اپنے ہاتھوں میں مقید کرتے ہوئے سامنے کیا۔

"آئی ایم سوری، عرشی۔"چند لمحوں بعد اس نے دھیرے سے کہا۔

عروش رضا کا دل جیسے لمحے کے لئے دھڑکنا بھول گیا۔لب کپکپا گئے۔یہ لمحہ خواب تھا،ایسا خیال جو وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

"میں آپ کو بھول گیا تھا۔ میں کچھ یاد نہ رکھ سکا۔ بھائی کے ہوتے ہوئے بھی آپ تنہا تھیں۔ میں آپ کے لئے کچھ نہ کر سکا۔ آئی ایم سوری۔" پیشانی اس کے ہاتھوں پر ٹکائے وہ گیلی آواز میں کہہ رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو پھسل رہے تھے۔

ساری اذیتیں بھڑک رہی تھیں۔ سارے زخم نئے سرے سے ادھڑ گئے۔ مائعزم کو اپنا آپ جھلستا محسوس ہوا۔ وہ اس کے سامنے، اس کے ہاتھ تھامے رو رہا تھا۔ سب عدم ہو گیا تھا۔

مائعزم نے بے اختیار اپنے ہاتھ چھڑائے۔ دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھامتے ہوئے بے اختیار پیشانی چومی۔ وہ اس کی ماں کی جگہ تھی۔ اس نے پھر اسے سمیٹ لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

بالآخر تکلیفوں نے اپنی منزل پالی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

رات کی سیاہی آہستہ آہستہ افق پر گہری ہو رہی تھی۔ سرمئی بادل بکھرتے ہوئے خنکی میں اضافہ کر رہے تھے۔ ایسے میں ریسٹورنٹ کی دوسری منزل پر کھلے

آسمان تلے، لگی کرسیوں پر اکا دکا لوگ دکھائی دیتے تھے۔انٹیریئر بھوری لکڑی میں ڈھلا ہوا تھا۔مقدس سی خاموشی میں چمچ کانٹوں کے ٹکرانے کی آوازیں اور مدھم سرگوشیاں ارتعاش پیدا کر رہی تھیں۔

بھوری لکڑی سے فاصلوں پر بنے تکون، دیواروں کا کام دے رہے تھے۔ جن کی جھری سے شہر کی رونقیں واضح نظر آتی تھیں۔اسی بھوری لکڑی کو انگریزی حرف 'وی' کی طرح تکونوں کے ساتھ اس طرح ملحق کیا گیا تھا کہ ان کے کناروں سے لٹکتے شیشے کے گلوب، زرد روشنی کو پھیلا رہے تھے۔

آخری کونے پر لگی میز کے گرد، آمنے سامنے، وہ دونوں بیٹھے تھے۔یوں کہ زمل کا رخ دیوار کی جانب تھا جس کی وجہ سے وہ نقاب ذرا نیچے کئے، کندھوں کے گرد سیاہ شال لپیٹے، سر جھکائے کانٹے سے چیز کیک کا ٹکڑا کاٹ رہی تھی۔اس کے مقابل، سیاہ اپر میں ملبوس، زیان دونوں کہنیاں میز پر ٹکائے انگلیوں سے اسٹرا شیک کے گلاس میں گھماتے ہوئے، پر سوچ نگاہوں سے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہا

تھا۔وہ فریش لگ رہا تھا۔زمل کو اعظم کی طرف سے پک کر کے وہ یہاں آ گئے تھے۔

"سب خیریت ہے؟ بابا کے ساتھ کوئی بات ہوئی ہے؟" مدھم آواز نے سکوت توڑا تھا۔

زمل نے ذرا سا چونک کر سر اٹھایا۔پھر ہلکا سا مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"تم بتاؤ،انکل سے کب ملواؤ گے؟" موضوع بدلنے کی خاطر پوچھ لیا۔

زیان نے اسٹرالبوں میں دباتے ہوئے تاسف سے اسے دیکھا۔

"کل۔" یک لفظی جواب۔

www.novelsclubb.com

زمل نے سر ہلاتے ہوئے کیک کا ٹکڑا منہ میں رکھا۔کنکھیوں سے نظر آتے شہر کی بتیاں مکمل تمازت کے ساتھ جگمگا رہی تھیں۔اس نے سر اٹھا کر سیاہی میں ڈوبے آسمان کو دیکھا۔لبوں کو اداس سی مسکراہٹ چھو گئی۔ننھے ننھے قندیل جیسے روشن تھے۔ہر سو روشنی تھی...زرد رنگ میں ڈھلتی تمازت لئے روشنی۔ہر رُخ

مکمل...ہر تصویر جاذبِ نظر۔ایمبر آنکھوں میں جیسے کچھ جھلملا اٹھا۔ساری کلفت زائل ہونے لگی۔

گہری سانس لے کر زیان کو دیکھا تو لمحے کے لئے ٹھٹکی۔اپنی سوچوں میں گم وہ خاموش تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو؟"

زیان نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"تم جانتی ہو کہ میں تم سے آج تک کچھ نہیں چھپایا؟"

بے وقت کئے گئے سوال پر وہ ذرا الجھی مگر پھر بنا کچھ کہے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں نے آج تک تم سے کچھ نہیں چھپایا کیونکہ مجھے علم تھا کہ یہ چیز مجھے کمزور نہیں بنائے گی۔میں نے کسی اور کو کبھی کچھ نہیں بتایا اور تم سے کچھ نہیں چھپایا۔مجھے اپنا اصل تمہارے سامنے لانے پر کوئی شرمندگی نہیں ہے۔"

زمل ناسمجھی سے آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"مگر جانتی ہو تمہارا مسئلہ کیا ہے؟"

سنجیدگی سے کئے جانے والے سوال پر وہ بے اختیار چونکی۔یونہی اسٹرا گھماتے ہوئے زیان اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس کی سیاہی مائل آنکھوں میں، سر پر جھولتے زرد گلوب کی روشنی دمک رہی تھی۔آنکھوں میں کچھ تھا جو زمل نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا...کچھ ایسا جس نے اسے نگاہیں چرانے پر مجبور کر دیا۔کچھ گلہ آمیز...شکوہ کرتا مگر سنجیدہ سا۔

"تمہیں آج تک یہی لگتا ہے کہ تم نے خود کو بچانے کے لئے میری مدد لی تھی۔تم آج تک اسے احسان سمجھتی ہو۔تمہیں لگتا ہے کہ اگر تم مزید اپنے مسئلے حل نہ کر سکیں تو میری نظروں میں تم کمزور ہو۔یہی تمہارا خوف ہے۔تم نے اپنے قدم مضبوط کئے ہیں، تم نے اپنے کمزور لمحے مجھ پر آشکار نہیں ہونے دیئے صرف اس لئے کیونکہ تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں کمزور جانوں گا۔تم میرے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی۔"

زمل کو اپنے الفاظ بھاپ بنتے محسوس ہوئے۔وہ کچھ نہ کہہ سکی مگر دل کی دھڑکن بے قابو ہونے لگی تھی۔

"اگر تم نے اپنی الجھن، تکلیف یا اذیت مجھ سے شئیر کی تو میں تمہیں belittle کروں گا، سیریئسلی زمل؟"

وہ ان زخمی نظروں کی تاب نہ لا سکی۔ اس نے پلکیں گرا دیں۔ کانٹا تھامے انگلیاں جیسے لرز گئی تھیں۔ اس کا بھرم... ملمع... خول، سب زرد روشنی میں جیسے عیاں ہو کر رہ گیا تھا۔ دل پر منوں بوجھ گرتا گیا۔

"کئی لمحے ایسے آئے جب تم کمزور پڑ گئیں۔ مگر تم نے میرے سامنے نہیں ظاہر کیا، تم نے رونے کے لئے تاریک کونے ڈھونڈ لئے، میں نے تمہارا بھرم رہنے دیا لیکن..." وہ لمحے کے لئے رکا۔

زمل کو اپنے دل کی دھڑکن سست پڑتی محسوس ہوئی۔

"لیکن اس بات نے مجھے ہمیشہ ہرٹ کیا کہ آخر تمہیں مجھ سے چھپانے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے ہمیشہ تمہیں اسپیس دینا چاہی۔ لیکن اب مجھے احساس ہوا کہ غلطی تمہاری تھی۔ تم یہ سمجھتی تھیں کہ میں تمہیں نہیں سمجھوں گا۔ تمہارے

جذبات، تمہاری اذیتیں اور تکلیفیں، یہ سب میرے لئے معانی نہیں رکھتا۔ کیا میں اتنا حق رکھتا ہوں کہ یہ پوچھ سکوں کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟"

وہ اب سوال اس پر چھوڑ کر پیچھے کو ٹیک لگاتے ہوئے پر سکون انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔ اضطرابی انداز میں انگلیاں مروڑتے ہوئے زمل نے ذرا بے بسی سے نگاہیں اٹھائیں۔

"کمزور لوگوں کو یہ دنیا روند دیتی ہے۔" اس کی آواز گیلی سی تھی۔ "میں اپنا اصل اسی لئے سامنے نہیں لانا چاہتی تھی۔"

"یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ مجھ سے کیوں چھپانا چاہتی تھیں؟" اس کی بات میں ردوبدل کرتے ہوئے زیان نے زور دیا۔

"میں نے ہمیشہ یہی دیکھا ہے۔" اس نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔ "دنیا نے میرے احساسات کی قدر نہیں کی تھی، میں تمہارے سامنے بھی انہیں بے مول نہیں کرنا چاہتی تھی۔"

"تم نے مجھے اہلِ دنیا کی طرح سمجھ لیا تھا؟"

الفاظ کا دائرہ مکمل ہوا۔ لب بھینچے، ضبط کے باوجود، ایک باغی گرم قطرہ ٹوٹ کر گال پر لڑھک گیا جسے اس نے آج نہیں رگڑا۔ وہ دھندلی پڑتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ کئی سال ہر بوجھ تنہا اٹھانے کے بعد وہ ہر رستا زخم چھپا گئی تھی مگر اس کا اصل اسی نے پہچانا تھا جسے چھپانے کی ممکن کوشش کی تھی۔

"یہاں تم مجھے کیوں نہ سمجھ سکی؟" سنجیدگی سے پوچھتے ہوئے اس نے توقف کیا۔ "اگر تم نے مجھے میری خامیوں کے ساتھ قبول کیا ہے تو میں نے تمہیں تمہاری کمزوریوں کے ساتھ ایجاب کیا تھا۔ یہ نظر انداز کر دیا تم نے۔"

شہر کی بتیاں، اوپر ٹمٹماتے ستاروں کی تمازت، جھولتے گلوب کی روشنی... سب گل ہو کر رہ گیا۔ روشن تھا تو فقط کتھئی آنکھوں میں دمکتا خالص اور پاک سا بے ریا احساس۔ اسکارف والی لڑکی، سن ہوئے اسے دیکھے گئی۔ اندر حشر سا مچ گیا تھا۔ یوں لگا جیسے وہ پہلی بار اسے سن رہی تھی۔ آج تک وہی کہتی آئی تھی اور وہ سامع ہوتا تھا۔ نمی آنکھوں تک آنے لگی۔

"مجھے نہیں پرواکہ تم نے دنیا کو کتنی مضبوطی سے فیس کیا ہے۔مجھے یہ علم ہونا چاہیے کہ کہاں تمہیں میری ضرورت ہے تاکہ میں تمہارے ساتھ کھڑا ہو سکوں۔"

پلکوں کی باڑ پھلانگتے کئی آنسو چہرے پر لڑھک گئے۔زمل نے لب بھینچے کئی سسکیاں روکیں۔وہ کیا تھا؟اس کے صبر کا صلہ...یا قربانیوں کی جزا؟دل نے اپنی دھڑکنوں کے ساتھ نفی کی تھی۔وہ یُسر تھا...اس کے عسر میں زندگی آسان کرتا یُسر...جو خود اس بات سے لاعلم تھا۔

زیان ٹیک چھوڑ کر ذرا سا آگے ہوا۔لمحے کے لئے تیز ہوا کا جھونکا آیا تھا۔گلوب جھول کر رہ گیا۔زرد روشنی لرز گئی۔وہ اس سے بے نیاز اس کی بھیگی آنکھوں میں پنہاں تاثر دیتے ہوئے ہلکا سا مسکرایا۔

"دعوی کرنا،وعدوں کی آس پر رکھنا مجھے پسند نہیں ہے لیکن تمہیں اب تک یقین آجانا چاہیے تھا کہ تمہارے جذبات کا احترام مجھ پر واجب ہے،اگلی دفعہ بھروسہ کر کے دیکھنا۔میں تمہیں ہمیشہ تمہارے پیچھے ملوں گا۔"

زمل نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ کئی قطرے خاموشی سے یکے بعد دیگرے لڑھکتے گئے۔ دل کے کسی نہاں خانے میں اترتی سکینت، سالوں کے ناسور بنتے زخموں کو مندمل کرنے لگی۔ بھیگی آنکھوں میں زرد روشنی کسی جگنو کی مانند دمک رہی تھی۔

اس نے تاثرات دیکھتے ہوئے زیان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اس نے اپر کی اندرونی جیب سے کچھ نکالا تھا۔ زمل گیلے چہرے کے ساتھ بے اختیار مسکرائی۔ وہ شفاف پلاسٹک میں لپٹا، سرخ گلاب تھا جس کے گرد ڈوری ربن کی صورت میں بندھی تھی۔ لطیف سی خوشبو فضا میں گھل گئی۔ زیان نے پھول اس کی جانب بڑھایا۔

www.novelsclubb.com

"جب بھی رونا چاہو، میں یہیں ہوں گا۔"

گلاب لیتی انگلیاں تھم گئیں۔ پلاسٹک کے کور کے باوجود کوئی کانٹا سا چبھ گیا، ویسی ہی چبھن دل میں بھی ہوئی تھی۔ زمل نے آہستگی سے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا

جس کے لبوں پر وہی مسکراہٹ تھی...خالص، جاندار، دلکش۔ نجانے کیوں اس کا دل بری طرح دھڑکا۔

"وعدہ؟" آواز رندھی ہوئی تھی۔

لمحے کے لئے زیان کی مسکراہٹ ماند پڑی۔ اگلے ہی لمحے اس نے سر جھٹک دیا۔

"کہانا، بھروسہ رکھو۔" اس نے آہستگی سے اس کا ہاتھ تھپکا اور پیچھے ہوا۔

زمل نے لب کاٹتے ہوئے آنکھیں رگڑیں۔ وہ کسی سیاہ خیال میں نہیں جینا چاہتی تھی...وہ ان لمحوں کے فسوں کو کاملیت کی انتہا پر پہنچانا چاہتی تھی۔

"اب تم اس پھول کو سنبھال کر رکھو گی؟" وہ جیسے مسکراہٹ دبائے کہہ رہا تھا۔

زمل ہلکا سا ہنس پڑی۔ یونہی دو انگلیوں میں تھامے، لمبی ٹہنی والے گلاب کو دیکھا۔ جس کے ساتھ جڑا احساس، خوشبو پر حاوی ہونے لگا تھا۔

"ہمیشہ۔"

زیان نے تاسف سے سر ہلایا۔

"ساری لڑکیاں ہی اتنی جذباتی ہوتی ہیں؟"

"محرومِ تمنا ہم اہلِ تمنا کو برا کہتے ہیں۔" اس نے جیسے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

زیان نے مسکراتے ہوئے نرم نگاہوں سے اسے دیکھا جواب پر سکون لگ رہی تھی۔ آنکھوں میں چھائی چمک، اندر کی سرشاری کی گواہ تھی۔ وہ موضوع موڑ چکا تھا۔

زردروشنی کی تمازت نامحسوس انداز میں بڑھتی جا رہی تھی۔

کاملیت... جاذبیت... سکینت۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

سالوں بعد آج سفید ستونوں والا محل زندہ ہوا تھا۔ ایک الگ سی روشنی تھی جو بکھری ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ چڑھتی صبح بے حد خوشگوار تھی۔ لان میں

پھیلی نکھری سی دھوپ ہر منظر واضح کر رہی تھی۔پتھروں کی طویل روش کو اگر تم پار کر کے آگے آؤ تو شیڈ تلے لگی کرسیوں پر تمہیں وہ بیٹھے دکھائی دیں گے۔

حسام تکان زدہ سی مسکراہٹ کے ساتھ سامنے بیٹھے نفوس کو دیکھ رہے تھے۔سر جھکائے کرسی کی ہتھ سے کی چین رگڑتے ہوئے زیان کچھ کہہ رہا تھا۔چہرہ سنجیدہ مگر آنکھیں پر سکون لگتی تھی۔

زمل ساتھ والی کرسی پر بیٹھی سر جھکائے مگ کے کنارے پر انگلی پھیر رہی تھی۔وقتاً فوقتاً ایک نگاہ دونوں باپ بیٹے پر بھی ڈال لیتی۔وہ ویسے ہی عبایے کے اوپر اسکارف لئے باوقار لگ رہی تھی۔

"آج کل کیا کر رہے ہو؟"

www.novelsclubb.com

زیان کے جیسے لمحے کے لئے لب سل گئے۔زمل نے دبی دبی مسکراہٹ کے ساتھ چہرہ جھکا لیا۔چچ چچ۔

"بس یونہی آگے پیچھے۔" وہ سنبھل کر مسکرایا۔حسام نے ابرو سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"یعنی جاب لیس؟"

"بریک پر ہوں، ڈیڈ۔" اس نے مہذب انداز میں تصحیح کی۔ حسام نے گہری سانس لے کر سر جھٹک دیا۔ یہ نئی جنریشن اور اس کے نخرے۔ انہوں نے نگاہیں ذرا سی ترچھی کر کے زمل کو دیکھا۔ گردن موڑے، اس کی نظریں گھاس پر چلتے راج ہنسوں پر جمی تھیں۔

"ابو کیسے ہیں، بیٹا؟" انہوں نے نرمی سے پوچھا۔

وہ ہلکا سا چونکی پھر مسکراتے ہوئے سر کو خم دیا۔ اس کے چہرے پر پرانی باتوں کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔

"وہ وقت یاد ہے جب تم یہاں آتی تھیں؟"

"تھوڑا سا۔" وہ یاد کر کے مسکرائی۔ "ابو سے بھی زیان کے دادا جان کے بارے میں اکثر سنا تھا۔"

حسام ہلکا سا مسکرائے۔ زیان نے باری باری بغور دونوں کو دیکھا پھر ہلکا سا کھنکھارا۔

"میں حانم سے مل کر آتا ہوں۔" وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

زمل نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔ وہ اعتماد سے مسکرایا پھر سفید پتھروں کی روش پر آگے بڑھ گیا۔ وہ جیسے ان دونوں کو سابقہ قلق مٹانے کے لئے وقت دینا چاہتا تھا۔ اسے تو وہ بعد میں پوچھے گی۔ اس نے سر جھٹک دیا۔

حسام یونہی گردن موڑے، اسے جاتے دیکھتے رہے۔ دل میں پچھتاوے کے پنجے مزید گہرے ہونے لگے۔

"تم نے ٹھیک کہا تھا۔ مجھے اپنے نقصان کا علم نہیں تھا۔" ان کی آواز سرگوشی سی تھی۔

زمل ہلکا سا چونکی۔ سمجھ آنے پر گہری سانس لی۔

"وہ پرانی باتیں تھیں، انکل... بھول جائیں۔ وہ آگیا ہے، یہ کافی ہونا چاہیے۔" وہ نرمی سے بولی۔

www.novelsclubb.com

حسام نے نگاہیں پھیر کر اسے دیکھا۔زمل ان کی نگاہوں کا تاثر محسوس کر کے ٹھٹک سی گئی۔زیان جیسی کتھئی آنکھوں میں گہری اذیت پنہاں تھی...شکست خوردگی اور تکان بھی۔

"میں ہمیشہ اپنی ذات میں اس قدر مگن رہا کہ کبھی جان نہیں سکا کہ وہ کن اذیتوں سے گزر رہا تھا۔بابا ٹھیک کہتے تھے،اپنی جنگ میں سب سے زیادہ نقصان میں نے زیان کا کیا ہے۔"ان کی گیلی آواز میں کرچیاں سی اتر آئیں۔"جو میں نے کیا،اس کے پچھتاوے سے زیادہ بے خبری کا احساس ہے،میں باپ تھا مجھے اس کی ہر تکلیف خود پر لے لینی چاہیے تھی۔"

ان کا شکستہ انداز اتنا مدھم تھا کہ زمل کے دل کو کچھ ہوا۔کوئی احساس برق بن کر چھو گیا۔کوئی خیال دل میں راسخ ہونے لگا۔اس نے بدقت ذہن جھٹکا۔وہ آج کل کچھ زیادہ ہی وہمی ہو رہی تھی۔اندر ہی اندر اس نے جیسے خود کو سرزنش کی تھی۔

"ماضی کو نہیں کریدتے، انکل۔ایسی باتیں مت کریں۔" ناچاہتے ہوئے بھی بے بسی انداز میں اتری۔

حسام نے آنکھیں رگڑیں۔کرچی ہوتا دل، ویسے ہی ٹکڑوں میں بٹا تھا۔اس کی تکلیف کا تریاق اب ناممکن تھا۔

"مجھے علم ہے کہ اپنے باپ جیسا نہ بننے کی کوشش کرتا ہے۔" وہ زخمی سا مسکرائے۔"جو عزت میں اس کی ماں کو نہیں دے سکا، وہ لاشعوری طور پر تلافی کرتے ہوئے وہی عزت اپنی بیوی کو دیتا ہے۔میں جانتا ہوں کہ وہ اب تمہارے ساتھ جینا سیکھ رہا ہے۔میں نے اسے پہلی بار، اتنا پر سکون اور مطمئن دیکھا ہے۔تم اس کی زندگی کا وہ حصہ ہو جو اسے مکمل کرتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

نجانے کیوں زمل کا دل رک کر شدت سے دھڑکا۔کچھ تھا جو آہستگی سے آنکھوں میں منعکس ہوا۔حسام تکان سے مسکرائے۔

"اس کے ساتھ رہنا، زمل۔تمہاری وفا کئی زخموں کو مندمل کر دے گی۔"

زمل خاموشی سے انہیں دیکھے گئی۔وہ اس شخص کو چھوڑنے کا کیسے سوچ سکتی تھی جس کا احساس ہر گزرتے دن کے ساتھ سانس لینے جتنا ضروری ہوتا جا رہا تھا؟ وہی جس کو کھونا، سب ہارنے کے مترادف ہے۔اس نے سر جھٹک دیا۔

"آپ بے فکر رہیں، انکل۔سب ٹھیک رہے گا۔" وہ نرمی سے بولی۔

صبح دوپہر میں ڈھلنے لگی۔دھوپ کی تمازت بڑھنے لگی جب ان کی واپسی ہوئی۔پورچ میں کھڑی کار میں بیٹھتے ہوئے زیان لمحے کے لئے رُکا پھر سر اٹھا کر روش پر کھڑے باپ کو دیکھا جو جیبوں میں ہاتھ ڈالے، انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔اس کے دیکھنے پر بے اختیار مسکرائے۔وہ کچھ سوچ کر دروازہ بند کرتے ہوئے ان کی طرف آیا۔

www.novelsclubb.com

حسام نے گہری سانس خارج کی۔وہ جیسے کہنے سے قبل ہی اس کا مدعا جان گئے تھے۔

"کیا ہوا؟" جانتے بوجھتے بھی انہوں نے پوچھ لیا۔

زیان نے اضطرابی انداز میں لب کاٹا۔وہ جیسے مناسب الفاظ ڈھونڈ رہا تھا۔ گہری سانس لیتے ہوئے کچھ کہنا چاہا کہ انہوں نے بات کاٹ دی۔

"میں سائرہ سے ملنا چاہتا ہوں۔"

وہ لمحے کے لئے کچھ کہنے کے قابل نہ رہا۔سالوں کی کسک جیسے جاگ اٹھی تھی۔

"رات کو آؤں گا۔" وہ جیسے خود ہی کہہ رہے تھے پھر رک کر پوچھا۔"آجاؤں؟"

"ڈیڈ۔"اس نے ملامتی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔وہ اپنی کیفیات اس لمحے خود نہیں سمجھ پا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ تکان سے مسکرا دیئے پھر اس کا شانہ تھپکا۔

"رات کو ملیں گے۔"

اس لمحے زیان کو عجیب سی بے چینی محسوس ہوئی۔کوئی سیاہی مائل احساس رگوں میں سرایت کرتا گیا مگر اس نے اس خاردار خیال کو سر جھٹک دیا۔

وقت استہزائیہ انداز میں طمانیت سے مسکرایا۔

اسے وقت ضائع کرنے والوں کو برباد کرنے میں ہمیشہ بہت مزہ آتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

کھڑکیوں کے پار رات آہستہ آہستہ گہری ہو رہی تھی۔لاؤنج میں کافی کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔زمل نے جھک کر ٹرے ٹیبل پر رکھتے ہوئے مگ زیان کی طرف بڑھایا جو موبائل روشن کئے کچھ دیکھ رہا تھا۔نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا پھر سر کو خم دیتے ہوئے تھام لیا۔

زمل نے گہری سانس لی۔وہ جانتی تھی کہ وہ اپنے باپ کا انتظار کر رہا تھا۔ کتھئی آنکھوں میں عجیب سا تذبذب تھا۔

www.novelsclubb.com

"اتنے خاموش کیوں ہو؟" مقابل صوفے پر بیٹھی سائرہ بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھیں۔

میسج دیکھتے ہوئے زیان بے اختیار چونکا پھر سنبھل کر مسکرایا اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے موبائل کی اسکرین بجھا دی۔

"ویسے میں ایم بی اے کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔" زمل نے موضوع موڑتے ہوئے سوالیہ نظروں سے زیان کو دیکھا۔

"شیور۔" اس نے کندھے اچکا دیئے۔ "آفٹر آل ٹیلنٹڈ ہو، مینج کر لو گی۔"

زمل مگ لبوں تک لے جاتے ہوئے رکی۔ ابرو چکا کر اسے دیکھا۔ یہ فقرہ ہضم نہیں ہوا تھا۔

"بے عزتی ہے یا تعریف؟"

"ممی سے پوچھو۔" زیان نے جھک کر ٹیبل پر مگ رکھتے ہوئے موبائل اٹھایا جس پر عارب کی کال آ رہی تھی۔ وہ لمحے کے لئے ٹھٹکا تھا۔

"اس نے آپ کو میرے بارے میں کچھ کہا ہے ناں؟" زمل آنکھیں سکیڑے سائرہ سے پوچھ رہی تھی۔ وہ ہنس پڑیں۔

زیان نے سبز نشان سوائپ کرتے ہوئے موبائل کان سے لگایا۔ دوسری طرف عارب کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

"کہاں ہو تم؟" وہ گھبرایا ہوا لگ رہا تھا۔

"گھر پر ہوں، کیوں؟" اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"ماموں کا کنٹینر کے ساتھ بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔"

ساری آوازیں جیسے یکدم بند ہو گئیں۔ سب پانی کی گہرائیوں میں ڈوبتا اندھیروں میں اترنے لگا۔ اندر باہر سناٹا چھا گیا۔ زیان کو لمحے کے لئے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

"عارب، تم..."

"زیان لسن ٹو می۔ ماموں کو کچھ نہیں ہو گا لیکن تم فوراً ہاسپٹل پہنچو۔ جلدی۔" بھاری پڑتے تنفس کے ساتھ عارب نے تیزی سے کہتے ہوئے کال کاٹ دی۔

www.novelsclubb.com

زیان کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم بے جان ہو رہا تھا۔ کئی پل تھے جو نگاہوں کے سامنے گھوم گئے۔ کئی لمحوں کی شکستگی واضح ہوئی۔ کئی ادوار تھے جو راکھ میں تبدیل ہونے لگے۔ وقت کیسے پلٹ گیا؟

"زیان، کیا ہوا؟" سائرہ نے پریشانی سے اس کی متغیر پڑتی رنگت دیکھی۔

اس کا ٹرانس جیسے یکدم ٹوٹا تھا۔اسے جانا تھا، کچھ بھی ہونے سے پہلے اسے اپنے باپ کے پاس پہنچنا تھا۔وہ اس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔وہ تیزی سے اٹھا۔سینٹرل ٹیبل سے چابیاں اٹھائیں۔ہاتھوں میں مبہم سی لرزش تھی۔

"کہاں جا رہے ہو؟" زمل ساتھ ہی اٹھی۔

"ڈیڈ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔" وہ کہتے ہوئے تیزی سے باہر کی طرف لپکا۔چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔زمل کا لمحے کے دل ڈوب سا گیا مگر وہ برق رفتاری سے اس کے پیچھے بڑھ گئی۔

سائرہ ساکت سی اسے جاتے دیکھتی رہیں۔دل جیسے یکدم ہی بھرنے لگا۔ذہن کو چھوتا بدترین خیال حقیقت بننے لگا تھا۔

پورچ پر چھائی رات میں عجیب سا حبس تھا کہ درختوں کے پتے بھی ساکن نظر آ رہے تھے۔روشنیاں بھی ماند پڑ چکی تھیں۔کانپتی انگلیوں سے کار ان لاک کرتے ہوئے اس نے دروازہ کھولا۔نگاہیں دھندلا رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"رکو، میری بات سنو۔" زمل نے تیزی سے کار کا دروازہ بند ہونے سے روکا۔ زیان نے خشک ویران آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"کچھ نہیں ہو گا۔ ڈونٹ وری، وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ سب ٹھیک رہے گا۔" مستحکم انداز میں مضبوطی سے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ تھپکا پھر پیچھے ہو گئی مگر آنکھیں گیلی پڑ رہی تھیں۔

زیان نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ عارب کا انداز بالکل بھی نارمل نہیں تھا۔ حقیقت منہ کھولے اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے کار کا دروازہ بند کیا اور ریورس کرنے لگا۔ لب بھینچے سفید پڑتے چہرے صرف اذیت تھی۔

زمل وہیں کھڑی کار کو باہر نکلتے دیکھتی رہی پھر گہری سانس لے کر پلٹی کہ سائرہ کو وہاں دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ ان کی آنکھوں میں عجیب سی شکستگی تھی۔

"سب ٹھیک ہو رہا تھا، زمل۔" وہ زخمی سے انداز میں بولیں۔ "اسے اپنا باپ چاہیے تھا جو مل رہا تھا، قسمت ایسا کیسے کر سکتی ہے؟"

اس کے دل کو دھکا سا لگا۔ وہ کچھ نہ کہہ سکی۔ صبح کے لمحات... حسام ارتضی کا انداز... مبہم سی شکستگی... کسی خاردار امر بیل کی طرح جکڑنے لگی۔

آسمان پر پھیلتا اندھیرا زندگیوں پر اتر رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

جنگل کے وسط میں کھڑی کوٹھری کی فضا میں سفاکیت کا راج تھا۔ ماسک اتارتے ہوئے صیغم نے دروازہ دھکیلا۔ سیگریٹ کی مہک نے اس کا استقبال کیا۔

"کام ہو گیا؟" بلیڈ انگلیوں میں گھماتے ہوئے اعتزاز نے بے تاثر انداز میں پوچھا۔

صیغم کرسی کھینچ کر ان کے مقابل بیٹھا۔ ملائکہ پیچھے کو ٹیک لگائے سینے پر بازو لپیٹے سپاٹ تاثرات کے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کار کو ہٹ کر دیا ہے۔ اینگل کافی خطرناک تھا۔ بچنا مشکل ہے۔" وہ روبوٹک انداز میں جیسے اطلاع دے رہا تھا۔

"اور اگر بچ گیا تو؟" ملائکہ نے بے رحم انداز میں پوچھا۔

ابتہاج نے ابرو چکا کر ستائشی انداز میں اسے دیکھا۔ان کے ارد گرد تو سارے ہی وحشی ہو رہے تھے۔

"مجھے یقین ہے کہ ایسا نہیں ہو گا۔"اس نے اعتماد سے کندھے اچکا دیئے۔

"فائن۔اب سی سی ٹی وی فوٹیجز کو دیکھتے ہیں۔ایس پی توقیر کو کال کرو اور فوٹیجز حذف کرنے کو کہہ دو۔"اعتزاز تحکم سے کہہ رہا تھا کہ دروازہ کھول کر اندر سے نائل باہر نکلا۔اس کے ہاتھ میں ٹیب تھا۔

"بیڈ نیوز، باس۔"

اعتزاز کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"ایس پی عارب فوٹیجز نکلوا چکا ہے۔"

صیغم عابد کا چہرہ سفید پڑ گیا۔باقیوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔پل کے لئے خاموشی چھا گئی۔

"اتنی جلدی کیسے؟"ابتہاج نے حیرت سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"اسے جیسے ہی ایکسیڈنٹ کی اطلاع دی گئی، اس نے اپنے ماتحت کو کہہ کر فوٹیجز اپنے قبضے میں لے لیں۔"

"ڈیم اٹ۔" اعتزاز نے زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا۔

"مگر نمبر پلیٹ جعلی تھی۔ وہ ہم تک نہیں پہنچ سکتے۔" ملائکہ نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔ اسے سمجھ نہیں آئی کہ اتنا ہائپر ہونے کی کیا ضرورت تھی؟

"فوٹیجز میں صیغم واضح تھا۔"

"ہاں، لیکن نقاب کے ساتھ۔"

اعتزاز نے ضبط سے اسے دیکھا۔

"دن کی روشنی میں واضح فوٹیجز میں پہچاننا اتنا مشکل نہیں ہے، وہ بھی اس صورت میں کہ مجرم اس کی بیوی کا کزن ہے۔"

صیغم کو اپنے حواس سلب ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ کچھ کہنے کے قابل نہ رہا۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ ایس پی کو ختم کر دو۔" ابتہاج نے سیگریٹ ایش ٹرے میں جھٹکتے ہوئے کہا۔

اعتزاز خاموشی سے نگاہیں کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز کچھ سوچ رہا تھا۔

کوئی نیا منصوبہ، کوئی نئی چال۔

شاطرانہ سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھر گئی۔

☆☆☆☆☆☆

ہاسپٹل کا سفید، ٹھنڈا اور بے رحم کوریڈور زندگی کی ساری رعنائی اپنے اندر کھینچ رہا تھا۔ سناٹا بے حد بھاری تھا۔ عارب اضطرابی انداز میں ٹہل رہا تھا جب قدموں کی آہٹ ابھری۔ وہ بے اختیار پلٹا۔

زیان تیزی سے اس کے قریب آیا۔ سفید پڑتے چہرے پر صرف خوف تھا۔ بے بسی اور خوف۔

"کیسی کنڈیشن ہے؟" اس کی آواز ضبط سے بھاری ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کچھ کہہ نہیں سکتے۔بلیڈ نگ بہت زیادہ ہو رہی ہے۔ڈاکٹرز زیادہ پرامید نہیں ہیں۔"

زیان نے ضبط سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔سانسیں جیسے کوئی دھیرے دھیرے سلب کر رہا تھا۔بے دردی سے لب کاٹتے ہوئے وہ آئی سی یو کے بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔

وہ سب بھلا رہا تھا،جو بھی ماضی میں ہو چکا تھا۔وہ اس اضافے کو جینا چاہتا تھا جو بچپن سے کسی ناسور کی طرح دل میں گڑا تھا۔سب شروع ہونے سے پہلے ہی ختم کیسے ہو سکتا تھا؟حلق دکھنے لگا تھا۔

عارب نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر سر جھٹک دیا۔اس کے ہاتھ جو سر الگا تھا،وہ اس وقت زیان کو بتانے کی حماقت نہیں کر سکتا تھا۔وہ لازماً ایک دو کو تو جہنم رسید کر آئے گا۔فی الحال خاموشی ہی بہتر تھی۔

کوریڈور میں چھائی خاموشی روح کو جھنجھوڑنے لگی تھی جب آئی سی یو کا دروازہ کھلا۔وہ دونوں بے اختیار سیدھے ہوئے۔سرجیکل ماسک اتارتا ڈاکٹر ان کی طرف آیا۔

"زیان ارتضی؟"اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے گویا تصدیق چاہی۔

بدقت حلق کو تر کرتے ہوئے اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔

"پیشنٹ آپ سے ملنا چاہتے ہیں لیکن دھیان رکھئے گا۔"

"وہ ٹھیک ہیں؟"اس نے تیزی سے پوچھا۔

"کچھ کہہ نہیں سکتے۔لیٹس ہوپ فار دی بیسٹ۔"وہ اس کا شانہ تھپتھپا کر آگے بڑھ گیا۔

کسی بھنور میں ہچکولے کھاتا اس کا دل بری طرح ڈوبا تھا۔عارب نے اذیت سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔بے بسی اپنی انتہاؤں کو چھونے لگی۔

چھوٹا سا سفید کمرہ کسی ٹھنڈی قبر جیسا تھا۔خون کی بو اور زخموں کی باس فضا میں گھلی ہوئی تھی۔سانس لینا دشوار ہونے لگا۔مردہ ہوتے بے جان قدموں کے ساتھ وہ جیسے خود کو گھسیٹ کر بیڈ تک لایا تھا۔آنکھوں میں اترتی نمی منظر دھندلا رہی تھی۔

"ڈیڈ۔"زخمی انداز میں اس نے آہستگی سے پکارا۔لیکن انہوں نے جیسے سن لیا۔

پلکیں آہستگی سے وا کرتے ہوئے حسام نے گردن ترچھی کر کے دیکھا۔زرد خراش زدہ چہرے پر بے جان سی مسکراہٹ در آئی۔وہ صرف مسکان نہیں تھی،وہ بے بسی تھی،اذیت کی انتہا تھی۔

آئی وی لائن لگا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ گھٹنوں کے بل ان کے مقابل بیٹھا۔دل کی کرچیاں آنکھوں میں بسی تھیں۔

"یہ آپ نے کیا کیا؟"آواز میں وہی مبہم سا شکوہ تھا۔

حسام چند لمحے ابھرتی ڈوبتی سانسوں کے ساتھ اسے دیکھتے رہے۔تکلیف جیسے بڑھتی جارہی تھی۔

"تم نے مجھے معاف کر دیا؟"

"نہیں۔"اس نے سختی سے نفی میں سر ہلایا۔"پلیز ایسی باتیں نہ کریں۔ ابھی نہیں۔"

انداز میں منت سی تھی۔اس کے ضبط کا بند ٹوٹنے لگا تھا۔

"زیان۔"وہ جیسے تھک گئے تھے۔بولنے کی قوت ختم ہوتی جارہی تھی۔تکلیف رگیں جھلسا رہی تھی۔

اس نے دھندلی پڑتی نگاہوں کے ساتھ مانیٹر پر مدوجزر کا شکار ہوتی لکیروں کو دیکھا پھر اپنے باپ کو۔وہ ایک بار پھر ہار رہا تھا۔شکست ایک بار پھر مقدر میں لکھی جارہی تھی۔نصیب پھر آزما رہا تھا۔

"میں نے ہمیشہ آپ کا انتظار کیا تھا۔ایسا انتظار جو میں خود بھی نہیں جانتا تھا کہ میں نے کتنی شدت سے کیا ہے۔اب آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے،ڈیڈ۔" نمی آواز میں گھلنے لگی۔

حسام کی سرخ پڑتی آنکھوں میں بے بسی بھرا کرب اتر آیا۔لمحے انگلیوں سے ریت کی طرح پھسل رہے تھے۔انہوں نے آہستگی سے لرزتا ہاتھ اس کے چہرے پر رکھا۔

"میں نے سب سے زیادہ... محبت تم سے... کی ہے،زیان۔"

الفاظ بے ربط لیکن روح پر ثقیل پڑ گئے۔زیان ارتضی کو اپنا وجود اندھیروں کی نذر ہوتا محسوس ہوا۔ذات مٹی ہونے لگی۔یہ کیسا اعتراف تھا جو جان نکال گیا تھا؟

"ایسا مت کریں،ڈیڈ۔" وہ شکستگی سے بڑبڑایا تھا۔

"میرے لئے دعا کرو گے؟"

شدید درد تھا جو دل میں اٹھتا ہوا جسم میں پھیلنے لگا۔ تنفس بھاری پڑ رہا تھا۔ وہ ہمیشہ یہی تو کرتے تھے، اپنی مرضی، اپنا فیصلہ۔ وہ آج بھی یہی کر رہے تھے۔ اس کے جذبات کی آج بھی پروا نہیں تھی۔ ایک بے نام سا آنسو ٹوٹ کر گرا۔ وہ بس یک ٹک انہیں دیکھ رہا تھا۔

"زیان؟" انہوں نے جیسے جواب مانگا۔ سانسیں پھولنے لگیں۔ ڈاکٹر برق رفتاری سے ٹیوبز اٹیچ کرنے لگے۔ نرس نے اسے اٹھنے کو کہا لیکن وہ نہیں سن رہا تھا۔

ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں سے باپ کا ہاتھ تھاما۔

"ہمیشہ کروں گا۔" بے بس ہو کر، ہار مانتے ہوئے اس نے کٹتے دل کے ساتھ سرگوشی کی تھی۔ آنسوؤں کو جیسے اپنا راستہ مل گیا۔ ایک کے بعد ایک لڑھکنے لگا۔

حسام نے بڑھتے اندھیروں کے درمیان اس کی مدھم ہوتی شبیہ کو دیکھا۔ کاش کہ وہ پلٹ سکتے۔ کاش کہ وہ وقت لوٹ آتا جب وہ کسی بنگلے کے آگے بیٹھے بل

ڈوگ کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔اکسائیٹڈ اور پر جوش سا۔ہر اذیت اور غم سے دور۔ کاش کہ وہ ان لمحات کو سنبھال سکتے۔کاش کہ کبھی انہوں نے اسے بتایا ہوتا کہ اس کے باپ نے اس سے کتنی محبت کی تھی۔اب جمع پونجی میں فقط کاش بچے تھے۔

وہ اب بھی اسے ہی دیکھ رہے تھے لیکن جسم جیسے انگارہ بنتا جا رہا تھا۔تکلیف کی شدت بڑھتی جا رہی تھی۔آنسو پلکوں کی باڑ پھلانگتا کنپٹی پر بہتا چلا گیا۔تنفس بے ترتیب ہونے لگا۔

"ڈیڈ، نہیں پلیز۔"زیان نے تڑپ کر انہیں پکارا۔اسے اپنے دماغ کی نس پھٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

اس کے باپ کی سانسیں بوجھل اور ہاتھ بے جان ہو رہا تھا...فقط چند پہروں قبل کا لمس مردہ ہو رہا تھا۔

ساکت ہوتے دل کو الیکٹرک شاکس دیئے جا رہے تھے...حاصلِ نو مٹی کی نذر ہو رہا تھا۔

آنکھیں بند ہوئیں، سانسوں کی ڈور کٹ گئی...اس نے اپنی ایک اور متاع گنوا دی تھی۔

ایک افراتفری سی ہر طرف مچ گئی۔ جسم کو جھٹکا سا لگا۔ ٹھنڈے ہاتھوں میں مقید بے جان ہاتھ بھاری ہو گیا۔ یکدم ہی موت کا سناٹا چھا گیا۔

ایک آگ زیان ارتضی کے اندر بھڑک اٹھی جو اس کے سارے احساسات کو راکھ کرتی گئی۔ سینے میں اٹھتا درد برداشت کی حدیں پار کرنے لگا۔ قسمت کی مات...وقت کی شکست...وہ وہاں آ کر ہارا تھا جہاں گمان میں بھی نہ تھا۔

"ڈیڈ۔" بے آواز خاموش سی سرگوشی۔ وہ وہیں بیٹھے ان بند آنکھوں کو دیکھے گیا جن کی چمک سے اب وہ آشنا ہوا تھا لیکن ساری زندگی کی کسک اس کے نصیب میں لکھ دی گئی تھی۔

کس کرب سے چٹکی ہے کلی
شاخ سے کوئی گل ٹوٹا ہو گا

☆☆☆☆☆☆

"ختم۔" یک لفظی جواب تھا جو ملائکہ کی سماعتوں سے ٹکرایا۔

وہ آہستگی سے صوفے پر بیٹھی۔کال کاٹ کر موبائل پرے اچھال دیا۔آنکھوں میں سرخ سی لکیریں اترنے لگیں۔

پچیس سال کا عرصہ نگاہوں کے سامنے کسی فلم کی طرح گھومنے لگا۔اس کے بے تاثر چہرے کا خول چٹخ رہا تھا۔یہ احساسِ پشیمانی نہیں تھا، یہ احساسِ زیاں تھا۔

"آئی ایم سوری۔" وہ خشک آنکھوں کے ساتھ بے آواز بڑبڑائی۔دل جیسے کسی بھنور میں ڈوب رہا تھا۔

زیان ارتضی سے نفرت کا گراف بڑھنے لگا۔

اگر جو وہ راستے میں نہ ہوتا تو اسے یہ قدم نہ اٹھانا پڑتا۔

سر صوفے کی پشت سے ٹکائے یوں جیسے وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ذہن اپنے زہریلے تانے بانے بُن رہا تھا۔آنکھوں کی وحشت سِوا ہونے لگی۔

www.novelsclubb.com

کئی میل دور اس چھوٹے، بلائینڈز گرے کمرے میں سرمئی دھواں بکھرا ہوا تھا۔ ریوالونگ چیئر پر آگے پیچھے جھولتے شخص کی آنکھوں میں خباثت سی تھی۔ انگلیوں میں دبی سیگریٹ کا کنارہ سلگ رہا تھا۔ وہ مسرور لگ رہا تھا۔

"موت کا نوحہ۔" وہ طمانیت سے مسکرایا۔ "اس کا بھی اپنا ہی مزہ ہے۔"

ایش ٹرے میں گرے ٹکڑے خاموشی سے اس کی بے حسی سن رہے تھے۔

"اب کچھ عرصے کے لئے میں آزاد ہوں۔ وہ اب مجھ تک اتنی آسانی سے نہیں پہنچ سکتے۔" پیادوں کو لڑوا کر، مہروں کو اپنی انگلیوں پر نچا کر، تمام ڈوریاں ہلاتے ہوئے وہ شخص بے حد مسرور تھا۔ پچھلے تین سالوں سے وہ اس کھیل کا فاتح رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

مگر بازی پلٹنے میں آدھا پل لگتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

سفید محل پر چڑھتی صبح ویران سی لگ رہی تھی۔ فجر کے بعد آسمان کے کنارے سفید ہو رہے تھے۔ لان میں مردوں کا جم غفیر تھا۔ ابھی جنازے میں کچھ

وقت تھا۔عارب اور باسل ذرا سائیڈ پر کھڑے دبی دبی آواز میں کسی بحث میں مشغول تھے۔ان سے بے نیاز زیان درخت کے تنے ٹیک لگائے خالی نگاہوں سے سفید کپڑے سے ڈھکے وجود کو دیکھ رہا تھا۔وقت جیسے کئی سال پیچھے بہہ گیا تھا۔ایسی ہی ایک بے رحم صبح میں اس نے اپنے دادا جان کو آخری دفعہ دیکھا تھا۔وقت اپنی رعونت سے خود کو دہرانے آیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

اعظم کی آواز پر اس نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔وہ متاسف لگ رہے تھے۔سر کو اثبات میں خم دیتے ہوئے نگاہیں سیدھی کر لیں۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔"اس کا انداز دیکھ کر وہ بس یہی کہہ سکے تھے۔

"ٹھیک ہونا تو ابھی شروع ہوا تھا۔"وہ دھیمی آواز میں بڑبڑایا۔سرخ پڑتی آنکھیں ویران سی تھیں۔اذیت کی شدت ابھی بھی ویسی ہی تھی لیکن اب محسوس نہیں ہو رہی تھی۔راکھ میں سلگتی چنگاریاں جیسے دب گئی تھیں۔

دوسری منزل کی دیوار گیر کھڑکی کے آگے کھڑی زمل سینے پر بازو لپیٹے خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔دوپٹہ چہرے کے گرد لپیٹے اس کی آنکھوں میں بے بسی کا احساس تھا۔

جو خیال ذہن میں اٹھ رہا تھا، کسی زہریلی بیل کی طرح دل کو جکڑ رہا تھا۔

یہ حادثہ، عام نہیں تھا...اس کے بعد زندگی عام رہنے والی بھی نہیں تھی۔

بے رونق سی صبح ڈھلنے لگی اور دوپہر دم توڑ گئی۔فضا میں قبرستان جیسا سناٹا اتر آیا تھا۔اترتی شام بے رونق لگ رہی تھی۔متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتے ہوئے سائرہ نے آہستگی سے ادھ کھلا دروازہ دھکیلا۔

کشادہ کمرہ نیم اندھیر تھا۔پردوں کی درز سے ہلکی سی روشنی پھوٹ رہی تھی۔کاؤچ پر زیان آنکھیں بند کئے سر تلے کشن رکھے نیم دراز تھا۔وہ چند لمحے وہیں کھڑی اسے دیکھتی رہیں پھر گہری سانس لے کر سارے خیالات کو ذہن سے جھٹکتے ہوئے قریب آئیں اور جھک کر آہستگی سے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔حرارت ان کے لمس میں اتری۔

زیان نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔سائرہ ہاتھ ہٹاتے ہوئے سیدھی ہوئیں۔

"جاگ رہے تھے؟"

"آپ کب آئیں؟" وہ کشن ہٹاتا اٹھ بیٹھا۔رت جگے کا شکار سرخ آنکھیں بوجھل تھیں۔

"ابھی۔" وہ گہری سانس لے کر اس کے ساتھ بیٹھیں۔وہ غائب دماغی کے عالم میں ہاتھوں کو مسل رہا تھا۔

"تمہیں بخار ہو رہا ہے، کوئی میڈیسن لی ہے؟"

"ہوں۔" وہ جیسے اپنے آپ میں نہیں تھا۔ذہن منتشر تھا۔

سائرہ کو الفاظ بھاپ بنتے محسوس ہو رہے تھے۔لب کاٹتے ہوئے وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔آنکھوں میں اذیت سی تھی۔

زیان نے گردن موڑ کر نگاہیں ترچھی کیں۔وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

"کیا میں آپ سے کچھ مانگ سکتا ہوں؟" اس نے دھیرے سے پوچھا۔ آواز بھاری اور زکام زدہ سی تھی۔

سائرہ چونکیں۔

"کیا؟" انہوں نے بے اختیار پوچھا۔

زیان نے بے بسی سے آنکھیں بند کر کھولیں۔ ہمت مجتمع کرتے ہوئے جیسے الفاظ جوڑنا چاہے۔

"میں جانتا ہوں کہ میں خود غرض ہو رہا ہوں، لیکن..." اس نے نگاہیں پھر جھکا لیں۔ "کیا آپ ڈیڈ کو معاف کر سکتی ہیں؟"

سائرہ کا دل جیسے کٹ کر رہ گیا۔ اذیت سوا ہوئی تھی۔ آخر کب اس کی اذیتیں اختتام کو پہنچیں گی؟ آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"میں آپ کو فورس نہیں کر رہا۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں..."

سائرہ نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی نرمی سے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

"وضاحت کیوں دے رہے ہو؟"

زیان نے بے اختیار نفی میں سر ہلایا۔

"معاف نہ کرنا آپ کا حق ہے لیکن اب..." اس کے الفاظ ٹوٹنے لگے۔

"میں نہیں چاہتا کہ انہیں کوئی مشکل ہو۔"

ضبط کے باوجود اس کی آنکھوں کے کنارے گیلے ہونے لگے۔ بے بسی، شکستگی میں ڈھلنے لگی تھی۔

سائرہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتی رہیں۔

"میں نے انہیں تب معاف کر دیا تھا جس دن تم میرے لئے سکول میں لڑ کر آئے تھے۔ تم نے مجھ پر بھروسہ کیا تھا، دنیا کی باتوں میں نہیں آئے تھے، تب میں نے اپنا دل پاک کر لیا تھا۔ کیونکہ میں جان گئی تھی کہ..." وہ لمحے کے لئے رکیں۔ بھیگی آنکھیں ڈھیروں سکون لئے اس پر جمی تھیں۔

وہ سانس روکے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"جو انہوں نے مجھ سے چھیننا چاہا تھا، وہ اب بھی میرے پاس ہی ہے۔ انہوں نے تمہاری نظروں میں اپنا مقام کھو دیا تھا۔ مجھے کوئی بدلہ نہیں چاہیے تھا۔ میں نے تمہیں کئی سال پہلے بھی کہا تھا، جو چاہیئے تھا وہ مل گیا ہے۔ اب اور کسی چیز کی تمنا نہیں۔" ان کا انداز بے حد پر سکون اور ٹھہرا ہوا تھا۔

زیان گیلی پڑتی آنکھوں کے ساتھ انہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ کہاں سے اس اذیت سے چھٹکارا حاصل کرے؟ سائرہ نے گہری سانس لے کر اس کا تپتا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"اس سب کے بارے میں مت سوچو۔ انہوں نے جو بھی کیا تھا، وہ ان کے ساتھ ختم ہو گیا۔ تم صرف دعا کر سکتے ہو، وہ تمہیں کرنی ہے۔" وہ نرمی سے کہہ رہی تھیں۔ ضبط تھا تو کمال تھا۔

اس نے آنکھیں میچ کر کھولتے ہوئے سر ہلا دیا۔

اندر جو فشار اٹھ رہا تھا، اسے چھپا لیا۔ جو لاوا سلگ رہا تھا، اسے مخفی رکھا۔

آنکھوں سے کچھ عیاں نہ تھا۔

☆☆☆☆☆☆

اگلے تین دن تعزیت والوں کے ساتھ اور باقی معاملات سنبھالنے میں گزر گئے۔اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ صدیوں بعد گھر آیا تھا۔لان پر ڈوبتی شام اداس لگ رہی تھی،ویران، تہی داماں سی۔وہ اسٹیپس پر بیٹھا،ائیر پوڈز لگائے، ارتضی انٹر پرائزز کے مینجر کی بات سن رہا تھا۔چہرہ بے تاثر تھا اور آنکھیں ہر احساس سے خالی۔

"میں کل صبح نو بجے آؤں گا، پھر دیکھتے ہیں کہ ہم کیا کر سکتے ہیں؟تب تک آپ تمام ڈیلز روک دیں۔"سنجیدگی سے کہتے ہوئے دوسری جانب جواب سنا پھر کال کاٹ دی۔موبائل آف کرتے ہوئے سائیڈ پر ڈال دیا۔سب تنگ پڑ رہا تھا۔زندگی جیسے ٹوٹ کر بکھر رہی تھی۔وہ خاموشی سے سر پلر سے ٹکائے،شام کے رنگوں میں ڈھلتے آسمان کو دیکھتا رہا۔

باہر آتی زمل کے قدم لمحے کے لئے تھم گئے۔آنکھوں میں کوئی سایہ سا لہرا گیا۔وہ آہستگی سے اس کے ساتھ زینے پر بیٹھی اور نگاہیں پھیر کر اسے دیکھا۔

بالوں کو کیچر میں باندھے وہ سنجیدہ لگ رہی تھی۔ مصروفیات اور افراتفری میں انہیں کوئی بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ وہ پچھلے تین دنوں سفید محل میں ہی رہا تھا، ابھی گھنٹہ پہلے ہی گھر آیا تھا۔

"کیسی طبیعت ہے؟"

زیان ہلکا سا چونکا۔ وہ اپنی سوچوں میں اس قدر گم تھا کہ اس کے آنے کا احساس نہ ہوا۔ وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا اور سر کو خم دیا۔

"ٹھیک ہوں۔"

ڈوبتی شام میں چھائی خاموشی گہری ہونے لگی۔ سورج کی غروب ہوتی کرنیں اپنی تمازت بڑھانے لگیں۔ آسمان زرد و نارنجی رنگ کے شعلوں میں جیسے ڈھل رہا تھا۔

"تھینک یو۔" چند لمحوں بعد زیان نے آہستگی سے کہا۔ نگاہیں ہنوز ہلکی ہوا میں سرسراتے پتوں پر جمی تھیں۔

زمل نے نگاہیں پھیریں۔ وہ گہری خاموشی کی زد میں لگ رہی تھی۔

"کس لئے؟" اسے واقعی سمجھ نہ آئی۔

"میرا ساتھ دینے کے لئے۔"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔ ساتھ؟ ذہن دوڑا کر سوچنے کی کوشش کی۔ وہ صرف اسے کال کرتی تھی۔ اس کے لئے یہ بات عام سی تھی، کسی روٹین کی طرح، جو مقابل کے لئے شائد بہت خاص تھی۔

"پہلی دفعہ لگا کہ میں کہیں تنہا نہیں ہوں۔" نگاہیں پھیر کر اسے دیکھتے ہوئے زخمی انداز میں مسکرایا۔ "تمہارے لئے یہ عام بات ہو سکتی ہے، میرے لئے نہیں ہے۔ چند لفظ تسلی کے اور بنا کچھ کہے ساتھ کھڑے رہنے کی اہمیت میں اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں۔ اسی لئے تھینک یو۔"

زمل چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر سر جھٹک دیا۔ وہ جیسے اپنا مدعا بیان کرنے کے لئے مناسب لفظ تلاش کر رہی تھی۔ ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

"رات کو فری ہو؟"

سامنے دیکھتے ہوئے زیان نے ہلکا سا نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ فوٹیجز دیکھنے جانا ہے۔"

"کون سی فوٹیجز؟"

"یہ ایکسیڈنٹ نارمل نہیں تھا۔ پلان شدہ تھا اور مجھے پلانر کو ہی ڈھونڈنا ہے۔" اب کہ بے تاثر احساس تحلیل ہوا، انداز سلگ اٹھا۔ کتھئی آنکھوں میں چنگاریاں بھڑک اٹھیں۔

"آفندی؟" زمل نے ابرو چکائی۔

"کار کو کس نے ہٹ کیا ہے، مجھے یہ دیکھنا ہے۔ پلان آفندی کا ہی ہے، ملائکہ بھی شامل ہے۔"

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ملائکہ بھی شامل ہے؟"

"ڈیڈ سارے شئیرز میرے نام کرنے والے تھے۔ کاغذی کاروائی سے پہلے ہی اس نے یہ قدم اٹھالیا۔" درختوں پر جمی آنکھوں میں حدت سی تھی۔ پیشانی کی رگیں تن گئیں۔ یہ ذکر جیسے خون فشار بلند کرنے لگتا تھا۔ پچھلے تین دن سے خود پر بٹھائے ضبط کے پہرے کسی بھی لمحے ریزہ ریزہ ہونے کو تھے۔

زمل نے بے اختیار لب کاٹا۔دل میں امڈتے اندیشے پھن پھیلانے لگے۔وہی سیاہی مائل خیال ذہن میں راسخ کر پنجے گاڑ رہا تھا جس سے پیچھے چھڑانا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔آنکھوں میں کچھ زخمی سا تھا۔

"تم یہ سب چھوڑ نہیں سکتے؟"اس نے جیسے بے بسی سے پوچھا تھا۔

زیان نے گہری سانس لے کر گردن موڑی۔وہ مضطرب لگ رہی تھی،کسی بے چینی کا شکار۔یہی وہ کمزور لمحہ تھا جسے وہ نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ کسی کو تباہ کرنے کے لئے کس حد تک جا سکتے ہیں۔پہلے انہوں جو تمہارے ساتھ کیا اور اب یہ ایکسیڈنٹ،وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔"وہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"میرے پاس آپشن نہیں ہے،زمل۔"اس کا انداز تکان زدہ سا تھا۔

"تم پیچھے ہٹ سکتے ہو۔انہیں ان کے حال پر چھوڑ سکتے ہو۔کچھ حاصل نہیں ہو گا تمہیں،زیان۔صرف نقصان ملے گا جو میں افورڈ نہیں کر سکتی۔"

وہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ آنکھوں میں خون آلود کرچیاں سی تھیں۔ تھکن انگ انگ سے عیاں تھی۔

"ٹھیک ہے، چھوڑ دیتا ہوں۔ تمہارے کہنے پر پیچھے ہٹ جاتا ہوں۔ پھر؟ پھر کیا ہو گا؟ ان کے ذہنوں سے میرا نام حذف ہو جائے گا؟ یا وہ مجھے بھول جائیں گے؟ نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ "انہیں شکار کی لت لگ چکی ہے، وہ میرے پیچھے آئیں گے۔ آفندی، ملائکہ، ان سب کا ٹارگٹ میں ہوں۔ کیا اتنی آسانی سے وہ میرا پیچھا چھوڑ دیں گے، صرف اس بات پر کہ میں پیچھے ہٹ گیا ہوں؟ ابھی تک جو بھی ہوا، وہی کرتے آئے ہیں، میں نے تو ابھی شروع ہی نہیں کیا۔ تو کیا چھوڑ دیا انہوں نے؟" ضبط سے، انداز مستحکم رکھے وہ پوچھ رہا تھا۔

زمل نے گیلی پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بے بسی سے نفی میں سر ہلایا۔

"ابھی انہوں نے انکل کو ٹارگٹ کیا ہے اور کامیاب ہوئے۔ کل کو تمہارے پیچھے آئیں گے۔ نہیں ہوں میں اتنی بہادر کہ کچھ برداشت کر سکوں۔ میں تم سے

صرف اپنی فیملی کی سیکورٹی مانگ رہی ہوں، کیا یہ بہت زیادہ ہے؟ میری جگہ پر خود کو رکھ کر سمجھ کیوں نہیں رہے؟" بے بس انداز میں اس کی آواز بلند ہوئی۔

زیان نے آنکھیں میچ کر پیشانی مسلی۔ وہ اس لڑکی کو کبھی نہیں سمجھا سکتا تھا، اسے اب یہی لگنے لگا تھا۔ ایک گہری سانس کھینچتے ہوئے گردن اس کی طرف موڑی۔ وہ گلابی پڑتی آنکھوں میں ڈھیروں شکوہ لئے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں سمجھ سکتا ہوں، تمہارے خوف اور شبہات جانتا ہوں۔ لیکن تمہیں سمجھنا چاہیے کہ میں پیچھے ہٹ بھی جاؤں تو بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تم جب میری زندگی میں آئی تھیں، میں اس سے پہلے کی یہ جنگ لڑ رہا ہوں۔ میں تب صرف سرائیو کر رہا تھا لیکن اب..." اس کے انداز کی نرمی جیسے تحلیل ہوئی۔ "اب مجھے آفندی اور ملائکہ کو وہیں لے کر آنا ہے جہاں انہوں نے مجھے کھڑا کیا تھا۔ They ask for it۔"

"اپنی اسی انتقام کی جنگ میں تم نے اپنا پہلا نقصان اٹھا لیا ہے اور کتنے اٹھانا چاہتے ہو؟" زمل نے زخمی انداز میں پوچھا تھا۔ کچھ تھا جو دل کو جکڑ رہا تھا۔

سورج کی ڈوبتی کرنیں جیسے اپنی تمازت کھو رہی تھیں۔اداس سی شام ڈھلنے لگی تھی۔

"تمہیں موت ڈراتی ہے؟"زیان نے آہستگی سے پوچھا۔

زمل کا دل جیسے ٹکڑوں میں کٹنے لگا۔بے بسی بھرا کرب آنکھوں میں جاگنے لگا۔

"موت بے رحم ہوتی ہے،زیان۔اپنا شکار تو حاصل کرتی ہی ہے،پیچھے رہ جانے والوں کو بھی بے موت مار جاتی ہے۔"اس نے گیلی پڑتی آنکھوں کو سختی سے رگڑا۔

"موت کچھ بھی نہیں ہے،زمل صرف ایک حقیقت ہے۔ایک ایسی تلخ حکایت جس کو تم چاہ کر بھی نہیں روک پاؤ گی۔پھر کیا فائدہ خوف میں زندگی گزارنے کا؟میں یہ سب چھوڑ بھی دوں،تو کیا میرا وقت آنے پر تم مجھے روک پاؤ گی؟"

زرکار روشنی دم توڑنے لگی، یوں جیسے لفظوں کا زہر اسے بے جان کر رہا تھا۔ سرسراتے پتوں نے سانس روک کر سیڑھیوں پر بیٹھے ایک دوسرے سے خفا نفوس کو دیکھا۔

اگر تم مجھے مرنے سے بچا سکتی ہو تو میں پیچھے ہٹ جاتا ہوں۔""

بے حس سی برف آواز، اٹل انداز اور بے رحم ٹھنڈا لہجہ۔ اس کا مخصوص سپاٹ انداز۔

ایک لمحے کے لئے بھی اس کے دل پر پاؤں رکھتے ہوئے اسے خیال نہیں آیا۔

زمل کے لب بھینچ گئے۔ گلابی آنکھوں میں کی نمی سرخی میں ڈھلنے لگی۔ وہ کیوں اتنا بے رحم تھا؟

www.novelsclubb.com

"تم عزت کی بے خوفی سیکھنا چاہتی تھیں لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری موت کے خوف سے آزاد ہونا ہے، کیونکہ..." وہ لمحے کے لئے رکا۔ "تمہارا خوف ہمیشہ تمہارے سامنے آئے گا۔""

اس کی سرگوشی کسی چیخ کی اذیت سے کم نہ تھی۔الفاظ بھاری،انداز گھمبیر تھا۔تکلیف دل کو کاٹتی رگوں میں اتر گئی۔

سانس لمحے کے لئے رکا تھا جیسے کوئی آگ سی قلب میں بھڑک اٹھی۔زمل نے آنکھیں سختی سے میچ کر کھولیں۔آنسو بے قابو ہو کر لڑھک گئے۔

"کاش کہ میں بھی تمہارے جتنی بے حس ہوتی۔"زخمی انداز میں کہتے ہوئے اس نے بے دردی سے گال رگڑا۔وہ الفاظ کسی انی کی طرح دل میں گڑ چکے تھے۔ان کا زہر دھڑکنوں کو دھیرے دھیرے بے جان کرنے لگا تھا۔

"کاش کہ مجھے بھی کسی کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہ پڑتا۔"

"تمہیں لگتا ہے کہ میں بے حس ہوں یا مجھے فرق نہیں پڑتا؟"زیان نے تاسف سے اسے دیکھتے ہوئے ٹھہرے انداز میں پوچھا۔

"تھوڑی دیر پہلے تم نے خود بتایا ہے۔"زمل نے نگاہیں اس کے چہرے سے ہٹالیں۔جو جذبات امڈ رہے تھے،انہیں دل میں بند کرنا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

وہ انجانے میں اس کے سارے زخم ادھیڑ گیا تھا۔

"مجھے لگا تھا کہ تم مجھے جان گئی ہو۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے آہستگی سے کہا۔

زمل نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ دونوں کے اپنے شکوے اور اپنے گلے تھے۔ ڈوبتی کرنوں نے اپنی حدت مدھم کر لی۔ جامنی سا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔

تمہیں جان گئی ہوں، یہی چیز تو تکلیف دے رہی ہے۔""

مغرب کی بلند ہوتی صداؤں میں مسکن کو لوٹتے پرندوں نے پھر دیکھا کہ وہ دونوں کتنی ہی دیر اپنی خاموشیوں میں گم، سناٹا لئے، بیٹھے رہے۔ بغیر کسی لفظ کے، بنا کسی حرف کے یوں جیسے ان کی خاموشی سب کہہ رہی تھی۔

منزل تک پہنچتے خاردار رستے پر پہلے قدم بڑھا دیئے گئے جس نے پاؤں خون آلود کر دیئے تھے۔

لیکن دشتِ اذیت کا یہ سفر طویل ہونا تھا۔ بازی اور اب ابھی شروع ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

ہوٹل کے کشادہ کمرے میں موت سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ گلاس وال کے آگے راکنگ چیئر پر وہ آگے پیچھے جھول رہی تھی۔ نگاہیں شیشے کے پار سیاہ آسمان پر جمی تھیں۔ چہرہ ہنوز بے تاثر تھا۔ کانوں میں ائیر پوڈز لگے تھے۔

"مجھے کسی بھی طرح اس محل کے کاغذات اس سے حاصل کرنے ہیں۔" وہ سپاٹ انداز میں کہہ رہی تھی۔

دوسری طرف نائل کے ابرو تعجب میں اکھٹے ہوئے۔

"تھوڑا انتظار کر لیں۔ کون سی اتنی قیامت آگئی ہے کہ آپ کو ابھی چاہیے؟ محل کے کاغذات، سارا بینک بیلنس اور پاور آف اٹارنی زیان کے پاس ہے۔ وہ چاہے تو آپ کو لمحے میں بے دخل کر سکتا ہے۔" وہ جھنجھلا گیا۔

تلخ سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھر کر معدوم ہوئی۔

"حسام نے ابھی مجھے ڈس اون کرنے کے پیپرز نہیں بنوائے تھے، بیوقوف بھتیجے۔ جب اس کے باپ نے ایسا نہیں کیا تھا تو وہ بھی کبھی نہیں کرے گا۔ لیکن ہاں، وہ میرے شئیرز دے کر مجھے بزنس سے الگ کر دے گا۔"

"تو آپ کیا کریں گی؟"

"ایک دفعہ اسے شئیرز میرے حوالے کرنے دو، پھر میں اس بزنس کو ہی آگ لگا دوں گی۔" آنکھیں بند کئے آگے پیچھے کو جھولتی وہ مکمل جنونی لگ رہی تھی۔

نائل نے گہری سانس لے کر پیشانی کو چھوا۔

"فی الحال مجھے یہ دیکھنے دو کہ اس کا اگلا موو کیا ہے؟ اس کا قدم جانچ کر ہی میں اپنا مہرہ آگے بڑھاؤں گی۔"

اس کے چہرے پر پچھتاوے کی کوئی رقم نہ تھی۔

مکمل بے حسی اور بے تحاشا سپاٹ پن۔

☆☆☆☆☆☆

بادلوں سے اٹی صبح میں قبرستان کی فضا میں وہی تہی داماں سا احساس تھا۔ سرسراتی ہوا میں وحشت سی تھی۔ درختوں کی شاخیں آگے کو جھکی، جھول

رہی تھیں۔ایسے ہی دو قبروں کے درمیان وہ پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی۔دل کا رستا خون نگاہوں میں اتر رہا تھا۔

"آئی مس یو، ڈیڈ۔"اس نے زخمی سی سرگوشی کی۔"آئی رئیلی مس یو۔"

کتبے پر لکھی سیاہ روشنائی خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"سب ٹھیک ہو رہا تھا۔اتنے سالوں بعد مجھے وہ مل رہا تھا جو میں نے ہمیشہ چاہا تھا۔"اس نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔مٹی کو مٹھی میں بھر کر وہ دھیرے سے بکھیر رہا تھا۔

کسی احساس کے تحت اس نے نگاہیں ذرا سی ترچھی کیں۔دونوں قبروں کے ساتھ بھوری مٹی سے ڈھکا وہ خالی سا قطعہ تھا۔چند لمحے وہ خاموش نظروں سے دیکھتا رہا۔یوں جیسے وہ جانتا تھا کہ وہاں تیسری قبر بنے گی۔

کیا یہی انجام اس کا تھا؟

دل گھٹن میں ڈوبنے لگا۔اس نے سر جھکا کر آنکھیں رگڑ دیں اور بنا کچھ کہے وہاں سے اٹھ گیا۔

صبح آہستہ آہستہ دم توڑ رہی تھی۔ گرے دیواروں والے اپارٹمنٹ پر کرنیں پگھل رہی تھیں جب اس نے لاؤنج کا دروازہ دھکیلا۔

ٹیبل کے گرد بیٹھے نفوس نے اسے دیکھ کر سر کو خم دیا۔ وہ لیپ ٹاپس آن کئے مصروف تھے۔ گول میز پر کاغذ بکھرے تھے۔

"دیر لگادی؟" باسل نے پوچھتے ہوئے موبائل آف کر دیا۔

"کچھ بزی تھا۔" وہ نگاہیں ملائے بغیر کرسی گھسیٹ کر بیٹھا۔ عارب بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

ڈارک براؤن شرٹ میں، بال پیچھے کئے وہ بے تاثر لگ رہا تھا۔ آنکھیں کسی بھی احساس سے خالی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"تمہارے آنے سے پہلے ہم فوٹیج دیکھ رہے تھے، کچھ خاص نہیں ملا سوائے ایک شخص کے جس نے چہرہ چھپا رکھا تھا۔" انابیہ نے کہتے ہوئے لیپ ٹاپ اس کی طرف گھما دیا۔

کاغذ سمیٹتے ہوئے زیان لمحے کے لئے رکا پھر ذرا آگے ہوا۔

اسکرین پر سیاہ سفید منظر چمک رہا تھا۔

کیمرے کا اینگل ایسا تھا کہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا شخص واضح تھا۔ سیاہ ماسک سے چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ وہ کنٹینر سائیڈ پر کھڑے کئے جیسے انتظار میں تھا۔ تبھی عقب سے سفید کار نظر آتی دکھائی دی۔

زیان کے لب بھینچ گئے۔ آنکھوں میں کرچیاں سی اتریں۔

جونہی کار برابر آئی، کنٹینر حرکت میں آیا اور یکدم ہی سامنے آگیا۔ حسام کو جیسے بریک لگانے کا موقع نہ ملا اور کار پوری قوت سے کنٹینر سے جا ٹکرائی اور الٹ گئی۔

زیان نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔ دل جیسے کسی منجدھار میں بری طرح ڈوبا تھا۔ کئی زخم تھے جو خاموشی سے ادھڑ گئے۔

کرچی ہوئے شیشے سرخ خون سے رنگنے لگے۔ کنٹینر لمحے میں ہی آگے بڑھ گیا تھا۔ ایک افراتفری سی ہر طرف مچ گئی۔ انابیہ نے ہاتھ بڑھا کر ویڈیو روک دی۔

"اب اس ویڈیو سے ہم کیسے اور کیا ڈھونڈیں؟" عارب نے محتاط انداز میں سوال کیا۔

"اس شخص کے چہرے کا زوم؟" زیان نے سر اٹھا کر سپاٹ آواز میں پوچھا۔

"پرنٹ کر چکے ہیں۔" مائعزم نے فائل سے ایک کاغذ نکال کر اسے سامنے رکھا۔ زیان نے جھک کر کاغذ اٹھالیا۔ آنکھیں سکیڑے وہ چند لمحے دیکھتا رہا۔ سیاہ سفید تصویر مبہم سی تھی۔

سیاہ نقاب سے جھلکتی آنکھیں۔ جن میں حیوانیت کی مخصوص چمک تھی۔

سب یکدم جیسے سلو موشن میں چلا گیا۔ فضا آہستہ آہستہ بھاری پڑنے لگی۔ کوئی بدترین سا احساس دل کو چھو کر روح کو پھر مجروح کر گیا۔ جلن کی بدترین اذیت میں قلب سلگتا محسوس ہوا۔ اس نے تھک کر آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ ذہن کہیں پیچھے جانے لگا۔

"میں اس شخص سے کچھ بھی توقع کر سکتی ہوں، وہ بہت کچھ کر سکتا ہے۔"

وہ اس شخص کو کبھی نہ پہچان پاتا اگر جو اسے نقاب میں پہلے نہ دیکھا ہوتا۔اب کہ اسے لمحہ بھی نہ لگا تھا۔

صیغم عابد...اس کی پیشانی کی رگیں تن گئیں۔ایک ابال سا اٹھا۔

"تم پہچان گئے؟" عارب نے اسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

زیان نے ضبط سے کاغذ واپس رکھا اور بمشکل اندر ابلتے لاوے پر قابو پانے کی کوشش کی۔

"یہ صیغم عابد ہے۔زمل کا کزن۔"اس کی آواز میں سختی تھی۔بے تاثر احساس تحلیل ہوا۔آنکھوں میں سپاٹ سی برودت تھی۔

"رئیلی؟" باسل نے ابرو چکائے پھر کاغذ کو دیکھا۔"تم نے اسے نقاب میں کیسے پہچان لیا؟"

"میں نے اسے اغوا کے دوران دیکھا تھا۔" وہ جیسے ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔

"اب کیا کرنا ہے؟" مائعزم نے باری باری ان سب کو دیکھا۔

"فی الحال بس اس پر نظر رکھو۔ابھی وہ چوکنا ہو گا۔موقع دیکھتے ہی گرفتار کر لینا،اس طریقے سے کہ وہ الرٹ نہ ہو سکے۔"وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"کیا وہ اپنے گھر پر ہو گا؟"انابیہ نے پوچھا۔

"شہر سے باہر وہ نکل نہیں سکتا کیونکہ شہر سے باہر جاتے راستوں پر ہماری نظر ہے۔"عارب نے موبائل اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ابھی یہ پتہ لگانا باقی ہے کہ طلال آفندی کو اصل میں قتل کس نے کیا ہے؟ آڈیو میں آواز کس کی ہے؟"

"میں ایک نام دے رہا ہوں۔اس کے بارے میں چھان بین کرواؤ۔ڈیٹیلز میں سے کوئی نہ کوئی کلیو مل جائے گا۔"وہ سر جھکائے،کاغذ پر الفاظ گھسیٹ رہا تھا۔ انداز کی سرد مہری بڑھتی جا رہی تھی۔

"تمہیں اس پر شک کیوں ہے؟"عارب نے نام پڑھ کر حیرت سے اسے دیکھا۔

"سادہ سا اصول ہے۔ یہ دیکھو کہ طلال آفندی کے قتل سے سب زیادہ فائدہ کس کو ہوا ہے؟"

"اگر یہ اتنا ہی آسان تھا تو آفندی کیوں نہیں کبھی جان سکا؟" مائعزم نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

زیان اس میں سب میں پہلی بار تلخی سے مسکرایا۔

"آنکھوں پر بندھی اعتماد کی پٹی، انسان کو حقائق سے اندھا کر دیتی ہے۔" وہ کرسی دھکیل کر اٹھا۔

"کہاں؟" باسل نے ابرو چکائے۔

"کمپنی کے مینجر کے ساتھ میٹنگ ہے۔ مجھے ابھی یہ مسئلہ بھی دیکھنا ہے۔"

"شئیرز نیچے جا رہے ہیں، رائٹ؟" عارب نے تاسف سے پوچھا۔

زیان نے بنا کچھ کہے سر ہلا دیا۔

"کوئی مدد چاہیے ہو تو ضرور بتانا۔ شائد میں کچھ کر سکوں۔"

مائعزم کی بات پر زیان نے چونک کر اسے دیکھا۔فائل کا کونا مروڑتے ہوئے وہ بغور اسے ہی دیکھ رہی تھی۔وہ واقعی مدد کر سکتی تھی۔ذہن میں جیسے کچھ کلک ہوا۔

"شیور۔"وہ موبائل اٹھاتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

خاموشی ایک بار فضا میں ٹھہری رہ گئی۔

☆☆☆☆☆☆

عصر کے بعد سائے لمبے ہو رہے تھے۔فضا میں خنکی سی محسوس ہو رہی تھی۔

زمل کی خاموش نگاہیں ہاتھ میں تھامی قہوے کی پیالی پر جمی تھیں۔بھورے مائع سے اٹھتی بھاپ تحلیل ہوتی جا رہی تھی۔آنکھوں میں یاسیت سی تھی۔

کیا ایک دن اس کی زندگی بھی یونہی بھاپ کی طرح ختم ہو جائے گی؟

وہ یہ کیوں سوچ رہی تھی،اسے خود بھی نہیں پتہ تھا۔لیکن فضا میں چھائی بے نام سی اداسی روح پر حاوی ہو رہی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

سائرہ کی آواز پر وہ بے اختیار چونکی۔ وہ اس کے مقابل بیٹھی بغور اسے دیکھ رہی تھیں۔ زمل تکان سے مسکرائی۔

"یہی کہ زندگی اتنی بے یقین ہوتی ہے۔"

سائرہ نے سر کو خم دیا۔

"ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ بات تمہیں کیوں پریشان کر رہی ہے؟" انہوں نے نرمی سے پوچھا۔

زمل چند لمحے خاموش رہی۔ شیشے کی پیالی کے کنارے لگے قطرے لڑھک گئے۔

www.novelsclubb.com

"زیان نے کہا تھا کہ تمہارا خوف ہمیشہ تمہارے سامنے آئے گا۔ کیا واقعی ایسا ہوتا ہے؟" اس کا انداز بے بس سا تھا۔

"سوال یہ نہیں ہے زمل کہ ایسا ہوتا ہے یا نہیں، سوال یہ ہے کہ کیوں ہوتا ہے؟" سائرہ نے پیچھے کو ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔ وہ پر سکون لگ رہی تھیں۔

"سب کے خوف ہوتے ہیں، کوئی چیز، حادثہ یا انسان ہمیں کمزور کرتا ہے۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ مسئلہ تب ہوتا ہے جب وہ خوف اپنے قد سے بڑھنے لگتا ہے۔ اس کی شدت زیادہ ہونے لگتی ہے۔ تب ہاں، خوف سامنے آجاتا ہے۔"

زمل کو کوئی سنسنی سی لہر اپنے دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ آنکھوں میں چھائی بے بسی کرب میں ڈھلنے لگی۔

"ایسا ہونا ضروری ہے؟"

"اگر وہ خوف ہمارے سامنے آکر ہمیں ڈرائے گا نہیں، ہم اسے فیس نہیں کریں گے تو کیسے دل اس سے پاک ہوگا؟" انہوں نے نرمی سے پوچھا۔

"لیکن اگر اس کے بعد کچھ نہ باقی نہ رہے تو؟"

"ایسا نہیں ہوتا، زمل۔" وہ ہلکا سا مسکرائیں۔ "ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ہمارے پاس کھونے کے لئے کچھ نہ بچے۔ ہمیشہ کچھ نہ کچھ ہوتا ہے۔ کوئی حادثہ زندگی ختم نہیں کرتا۔ یہ بس ہم انسانوں کی مایوسی ہوتی ہے، ناشکری ہوتی ہے۔" وہ سکون سے کہہ رہی تھیں۔

زمل چند لمحے لب بھینچے انہیں دیکھتی رہی۔

"آپ کیسے اتنی پر سکون رہ لیتی ہیں؟" اس نے جیسے تھک کر پوچھا تھا۔

سائرہ تکان سے زخمی انداز میں مسکرائیں۔

"کیونکہ میں جانتی ہوں کہ جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ میری فکر اور بے چینی اسے نہیں ٹال سکتی تو پھر خوامخوہ کیوں پریشانی اٹھاؤں؟"

"آپ کا بیٹا بھی یہی کہتا ہے۔"

"اتنی سمجھداری کی بات اس نے کی ہے؟" انہوں نے مسکراہٹ دبا کر پوچھا۔

آنکھیں رگڑتی زمل ہلکا سا مسکرائی۔ کلفت کچھ کم ہوئی تھی۔ اس نے پیالی لبوں سے لگاتے ہوئے گھونٹ بھرا۔ سائرہ نے پیچھے کو ٹیک لگاتے ہوئے بغور اسے دیکھا۔ چند لمحے خاموشی چھائی رہیں۔

"کیا تم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک پالی، زمل؟"

کڑوا مائع لمحے کے لئے حلق جلا گیا۔اس نے بدقت گھونٹ نیچے اتارا۔

آنکھوں میں کوئی سایہ سا لہرایا تھا۔کئی قلق ہو جیسے، کسی خلا کی طرح۔اس نے آہستگی سے پیالی میز پر رکھتے ہوئے نظریں اٹھائیں۔

سائرہ بغور اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔وہ جیسے جان گئی تھیں کہ اس کی پژمردگی کی کوئی اور وجہ تھی۔

"مجھے لگا تھا کہ اتنے سالوں کی الجھن کے بعد میں نے اپنا جواب تلاش کیا ہے۔میں اس کو عمل میں لے آؤں گی کیونکہ مجھے اس خالی پن سے چھٹکارا حاصل کرنا تھا لیکن اب مجھے احساس ہوا کہ..." وہ رکی۔گہری سانس لی۔دل میں کوئی ملال سا گڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کہ نماز خوبصورت بنانا اتنا آسان نہیں ہے۔" سائرہ نرمی سے بولیں۔

زمل نے سر ہلا دیا۔

"پہلے میں نہیں جانتی تھی لیکن اب جان کر بھی اسے عمل میں نہیں لا پا رہی۔سورتوں اور دعاؤں کا اضافہ کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔میں دو نمازیں

سکون سے ادا کر سکتی ہوں مگر باقی تین تک پہنچتے ہوئے میری ہمت جواب دے جاتی ہے۔ میں پھر سے وہی بے روح نماز پڑھنے لگتی ہوں۔" آنکھوں میں اذیت سی جھلملائی تھی۔

"کم از کم پندرہ سال تم نے اس طرح کی بے روح نماز پڑھی ہے۔ تم کیسے توقع کر سکتی ہو کہ ایک ہفتے میں تم احسن کے لیول تک پہنچ جاؤ گی؟" ان کا انداز پر سکون تھا۔ "نماز کی جدوجہد ساری زندگی چلتی ہے، زمل۔ تم سورتوں اور دعاؤں کا اضافہ کر کے نماز کو خوبصورت بنا بھی لو تو بھی تمہیں احساس ہو گا کہ ابھی بھی کچھ باقی ہے۔ یہ ساری زندگی جاری رہے گی۔ تمہیں کیا کرنا ہے؟"

وہ پل کے لئے رکیں۔

"جس اسٹیپ پر تم ابھی موجود ہو، اس پر فوکس کرو۔ اس میں اپنی سو فیصد کوشش لگاؤ۔ بار بار کوشش کرتی رہو۔ کیا معلوم تمہاری یہی کوشش تمہیں منزل تک پہنچا دے اور تمہیں اندازہ بھی نہ ہو۔"

"کیا مطلب؟" وہ ذرا سا الجھی۔

www.novelsclubb.com

سائرہ بے اختیار مسکرائیں۔

"ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں منزل تک پہنچنا ہے۔جو گول بس جلد از جلد اسے پورا کرنا ہے۔ہم بھول جاتے ہیں کہ ہماری کوشش بھی بہت معانی رکھتی ہے۔ہو سکتا ہے کہ ہمارا بار بار گر کر دوبارہ اٹھنا، ہماری کوشش کو قبول کروادے اور ہمارا ہمت ہار جانا سب رائیگاں کر دے۔اس لئے اگر تم تین نمازیں خوبصورتی سے ادا نہیں کر پا رہی تو باقی دو کو مت چھوڑو۔انہیں مزید بہتر بناتی رہو۔بد دل ہو کر یہ مت سمجھو کہ اگر تم تین نہیں پڑھ پا رہیں تو دو کا کیا فائدہ۔او نہوں، ہو سکتا ہے کہ انہی دو پر مضبوطی سے استقامت، باقی تین تک بھی پہنچا دے۔ You never know۔"

www.novelsclubb.com

زمل کے لبوں کو ہلکی سی مسکراہٹ چھو گئی۔اس نے جیسے سمجھ کر سر ہلایا۔

"مستقبل سے ڈرنا چھوڑ دو، لڑکی۔یہ چیز تمہیں بہت آزاد کر دے گی۔" سائرہ نے جیسے اٹھتے ہوئے یاد دہانی کروائی۔

زمل کی مسکراہٹ ماند پڑی۔اس نے خاموشی سے انہیں جاتے دیکھا۔وہ پا کر کھو دینے کا کرب جانتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

اسٹڈی کی کھڑکیوں کے پار رات دم توڑتی دکھائی دے رہی تھی۔بتیاں روشن تھیں۔گول میز پر متعدد کاغذ بکھرے تھے۔لیپ ٹاپ روشن کئے،ہینڈز فری لگائے وہ خاموشی سے دوسری جانب سن رہا تھا۔بال بے ترتیبی سے ماتھے پر بکھرے تھے۔

"ہم پچیس فیصد گھاٹے میں جا رہے ہیں،کیونکہ کوئی مناسب مینجمنٹ نہیں ہو رہی۔"ارتضی انٹرپرائزز کے مینجر صدیق صاحب کہہ رہے تھے۔

"سارا کام جیسے پچھلے ایک ہفتے سے رکا ہوا ہے۔اگر یہی حال رہا تو کمپنی collapse کر جائے گی۔پاور آف اٹارنی تمہارے پاس ہے،زیان۔فیصلے تمہیں لینے ہیں کہ کیسے اپنا مقام حاصل کریں۔کیونکہ فی الوقت کمپنی کو صرف

اون ہی نہیں کرنا، اسے اٹھانا بھی ہے۔ یہ سب تم کیسے کروگے؟" وہ فکر مندی سے پوچھ رہے تھے۔

زیان خاموشی سے اسکرین کو دیکھتا رہا، کچھ کہا نہیں۔

"اگر تمہیں مشکل لگ رہا ہے تو کچھ عرصے کے لئے کرسی راؤ صاحب کو دے دو۔ وہ کمپنی کے تیس فیصد شئیرز کے مالک ہیں اور..."

"نہیں۔" زیان نے بے اختیار ان کی بات کاٹی۔ "اپنے باپ کی محنت میں یونہی کسی کے حوالے نہیں کر سکتا کیونکہ اب مجھے کسی پر رتی برابر بھی بھروسہ نہیں ہے۔ چاہے کوئی کتنا ہی قابل کیوں نہ ہو۔"

اس کا انداز تلخ تھا۔

www.novelsclubb.com

"پھر تم کیا کروگے؟ یہ سب تم مینج نہیں کر سکتے کیونکہ تمہارے پاس نہ تجربہ ہے اور نہ ڈگری۔ پوری کمپنی کو چلانا کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ کیسے یہ مسئلہ حل کروگے؟" انہوں نے تحمل سے پوچھا۔

"کچھ نہ کچھ کرلوں گا۔ میرے پاس کتنا وقت ہے؟"

"چار دن بعد ٹریڈرز گروپ کے ساتھ ڈیل ہے جو اگر ہم نے حاصل کر لی تو شائد کچھ بہتری ہو جائے۔ لیکن یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ان کا اعتماد جیتنا اور انہیں قائل کرنا کافی مشکل ہے کیونکہ ہم پہلے ہی گھاٹے میں جا رہے ہیں۔ مگر ایسا ہو گیا تو کئی مسئلے حل ہو سکتے ہیں۔ تم اکیلے نہیں کر سکتے، زیان۔ بزنس میں جذبات کام نہیں آتے۔" انہوں نے جیسے اس سمجھانے کی ناکام کوشش کی۔ وہ عاجز آ چکے تھے۔ مقابل اپنے نام کا ایک تھا۔

"کس نے کہا کہ میں اکیلے کروں گا؟ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ میں کمپنی کسی کے حوالے نہیں کروں گا۔ کیونکہ مجھے ان سب میں سے کسی پر بھروسہ نہیں ہے۔" اس نے اپنی بات دہرائی۔ لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔

دوسری جانب صدیق صاحب نے گہری سانس لی۔

"ٹھیک ہے، جو بھی تمہارا فیصلہ ہو اس سے آگاہ کر دینا۔ ہم دیکھ لیں گے۔"

زوم میٹنگ اینڈ کرتے ہوئے زیان نے دو انگلیوں سے کنپٹی مسلی۔ لب کاٹتے ہوئے وہ غائب دماغی سے اسکرین پر کھلے وال پیپر کی سیاہی کو دیکھتا رہا۔

وہ ایک ایسے دوراہے پر آن کھڑا ہوا تھا کہ جس کے آگے کنواں پیچھے کھائی تھی۔ وہ اپنے باپ اور دادا کی محنت یوں بھاڑ میں نہیں جھونک سکتا تھا۔ اسے خود بزنس کارتی برابر بھی اندازہ نہیں تھا۔ لیکن وہ ایسے ہی کسی کے حوالے بھی نہیں کر سکتا تھا۔ عجیب کشمکش تھی۔ ہر راستہ جیسے تنگ پڑ رہا تھا۔

مگ ٹیبل پر رکھے جانے پر وہ بے اختیار چونکا۔ نگاہیں اٹھا کر مقابل بیٹھتی زمل کو دیکھا۔ سر جھٹک کر لیپ ٹاپ آف کرنے لگا۔

"اگر تم چاہو تو میں مدد کر سکتی ہوں۔" ویسے ہی بغور اسے دیکھتے ہوئے زمل نے کہا۔ بالوں کو کیچر میں جکڑے وہ فریش لگ رہی تھی۔ گزشتہ بحث کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

مگ اٹھاتا زیان رک گیا۔ اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"کمپنی کے معاملے میں؟" اس نے جیسے تصدیق چاہی۔

زمل نے بنا کچھ کہے اثبات میں سر ہلا دیا۔زیان نے آنکھیں سکیڑ کر جیسے کچھ سوچا۔ذہن میں جمع تفریق کی۔کوئی احساس خیال بن کر ذہن پر اترا۔گہری سانس کھینچتے ہوئے مگ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"تھینکس،میں کرلوں گا۔"

زمل کی آنکھوں میں خفگی امڈ آئی۔وہ نگاہیں چرائے،کاغذ سمیٹ رہا تھا۔

"کیوں؟میں مدد کیوں نہیں کر سکتی؟"اس نے ابرو بھینچے پوچھا۔

"ایسی بات نہیں ہے لیکن میں خود ہی مینج کرلوں گا۔"کاغذ فائل میں لگاتے ہوئے وہ رسانیت سے بولا۔

"تمہیں میری قابلیت پر شک ہے؟"

وہ مگ لبوں سے لگائے،گھونٹ بھرتے ہوئے لمحے کے لئے رکا پھر تحمل سے اسے دیکھا۔

"تم لڑنے کا بہانہ ڈھونڈ رہی ہو؟"

"تم مجھے کوئی مضبوط وجہ دو۔"وہ اٹل لہجے میں بولی۔

دو انگلیوں سے کنپٹی مسلتے ہوئے زیان چند لمحے خاموش رہا۔وہ ویسے ہی گال تلے مٹھی، ٹیبل پر انگلیاں بجاتے ہوئے بغور اسے دیکھ رہی تھی۔وہ آج کل زیادہ ہی الجھا ہوا لگتا تھا۔

"تمہیں اندازہ ہے کہ وہاں کے لوگ کیسے ہیں؟"چند لمحے کی خاموشی کے بعد وہ دھیمی آواز میں بولا۔

"سیریئسلی؟"زمل نے ابرو چکا کر اسے دیکھا۔"تمہیں لوگوں کی فکر ہے؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ سالوں سے ایک مرد کے انڈر چلنے والے لوگ ایک دم سے نو تجربہ کار لڑکی کی سربراہی قبول کر لیں گے؟تم وہاں میری وجہ سے جاؤ گی، تمہیں میری وجہ ٹارگٹ کیا جائے گا۔میرے لئے آسان ہے؟"اس نے متوازن لہجے میں پوچھا۔

زمل نے بمشکل امڈتی مسکراہٹ روکی۔لب کا کونا دانتوں سے دبائے، دلچسپی سے اسے دیکھا۔

"پھر تم کیا کرو گے؟"

"میں خود ہی مینج کر لوں گا۔مائعزم مدد کر سکتی ہے،اس کے پاس تجربہ ہے۔"اس نے مگ اٹھاتے ہوئے کہا۔آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔

"مائعزم مدد کر سکتی ہے،میں نہیں۔بہت خوب۔"اس کے انداز میں خفگی امڈ آئی۔

"زمل،بحث کیوں کر رہی ہو؟"وہ چڑ گیا۔وہ اس کی کوئی بات سمجھتی کیوں نہیں تھی؟

"میں نے بس مدد کی پیشکش کی ہے۔"

"جو میں نے رد کر دی۔"

www.novelsclubb.com

زمل نے ابرو بھینچ کر اسے دیکھا۔وہ اس کی کوئی بات مانتا کیوں نہیں تھا؟

"یعنی تم مجھ پر بھروسہ ہی نہیں کرتے۔"

زیان نے بے اختیار گہری سانس لی۔وہ اسے گھیرنے کی کوشش کر رہی تھی۔وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔وہ جانتا تھا کہ وہ اس کی مدد کر سکتی ہے۔اس کے

پاس ڈگری تھی اور مائعزم تجربہ کار تھی۔ وہ دونوں مل کر سب سنبھال سکتی تھیں لیکن وہ کمپنی کے عہدیداران کو بھی جانتا تھا۔

"تمہیں کچھ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے، زیان۔ ہم دونوں مل کر سب دیکھ لیں گے۔"

نرم سی آواز پر وہ جیسے بے اختیار چونکا۔ خیالات کا دھارا ایکدم رکا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

وہ دونوں کہنیاں میز پر ٹکائے، آنکھوں میں چمک لئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اسے اپنے لئے فکر مند دیکھنا اچھا لگا تھا۔

"وہاں کے لوگوں کی فکر نہ کرو، میں ڈیل کر لوں گی۔ اگر تم ساتھ ہوئے تو پھر سب آسان ہے۔"

وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔ وہ کتنی آسانی سے کہہ جاتی تھی۔ یوں جیسے مسئلہ بھی مسئلہ نہ تھا۔

"تم کیسے مشکل راہوں کو اتنا آسان بنا دیتی ہو؟" وہ پوچھے بنا رہ نہ سکا۔

اب کہ زمل ہلکا سا مسکرائی اور کندھے اچکائے۔

"میں صرف اپنا فرض ادا کرتی ہوں اور جب دونوں طرف سے اپنے فرض ادا کئے جائیں تو راستے خود بخود آسان ہوتے چلے جاتے ہیں۔"

زیان نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔ذہن سے کوئی کثافت دھلنے لگی تھی۔

"تو اب میں ارتضی انٹرپرائزز کی ایم ڈی کے طور پر جوائن کروں گی؟" وہ اب مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"صرف ایک شرط پر۔"

زمل نے بے اختیار ابرو چکائی۔اس بندے سے کچھ بعید نہیں تھا۔

"کوئی بھی مسئلہ ہو گا تم مجھ سے نہیں چھپاؤ گی۔اگر مینج نہیں کر پا رہیں تو بھی سب سے پہلے مجھے بتاؤ گی۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

یا ربّی۔زمل نے بمشکل لبوں پر مچلتی مسکراہٹ روکتے ہوئے تابعداری سے اثبات میں سر ہلایا۔

"جیسا آپ کہیں، اسکیپر۔"

زیان نے بڑبڑاتے ہوئے سر جھٹک دیا۔ یہ لڑکی کبھی اس کی نہیں سنتی تھی۔ نئی رائے قائم ہوئی۔

"ویسے تمہیں کبھی کسی نے بتایا کہ تم اپنی بیوی کے لئے فکر مند ہوتے ہوئے بہت اچھے لگتے ہو؟" وہ واضح شرارت کے ساتھ بولی۔ وہ جب بھی سنجیدگی سے اس کی بات مانتا تھا، اس کے دل میں یونہی گدگدی سی ہونے لگتی تھی۔

زیان نے فقط ایک نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا، کہا کچھ نہیں۔ زمل نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔

"تم اپنے انتقام پر دھیان دو، ہم سنبھال لیں گے۔"

"یہ طنز تھا؟"

"بالکل۔"

"کاش کہ میں تمہیں سمجھا سکتا۔" اس نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

باہر پھیلتی رات ایک نئی صبح کو جنم دینے والی تھی۔

اور ہماری کہانی کے ایک نئے باب کو بھی۔

☆☆☆☆☆☆

دن خاموشی سے بنا چاپ کے گزرنے لگے۔لان کے وسط میں لگا فوارہ پوری قوت سے ابل رہا تھا۔ جیبوں میں ہاتھ ڈالے اعتزاز دہانے پر کھڑا تھا۔ پھسلتے قطروں میں جیسے پہروں کی کہانی موجزن ہو رہی تھی۔وہ اپنی سوچوں میں گم تھا جب گارڈ ہاتھ باندھے، دو قدم پیچھے ہلکا سا کھنکھارا۔

"سر، باہر زیان ارتضی آیا ہے۔"

اعتزاز بے اختیار چونکا مگر پلٹا نہیں۔لبوں کو محظوظ کن مسکراہٹ چھو گئی۔وہ جیسے لاشعوری طور پر منتظر تھا مگر کچھ تھا جس نے اندر ہی اندر متعجب بھی کیا تھا۔وہ اس سے ملنے اس کے گھر کیوں آیا تھا جہاں وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا؟

"بھیج دو۔"

حکم پر گارڈ پلٹ گیا۔اعتزاز یونہی آنکھیں سکیڑے، ابلتے پانی سے اڑتے قطروں کو دیکھتا کچھ سوچ رہا تھا۔وہ جانتا تھا کہ ارتضی اس سے روبرو بات ضرور کرے گا لیکن اس کا گھر آنا جیسے الجھا رہا تھا۔

تبھی عقب سے متوازن قدموں کی آہٹ ابھری۔وہ اب کہ ہلکا سا مسکرایا۔ پلٹتے ہوئے دہانے سے نیچے اترا اور مقابل کو دیکھ کر سر کو خم دیا۔

بالوں کو جیل سے پیچھے جمائے، سی گرین ہوڈی میں زیان ہمیشہ کی طرح سپاٹ لگ رہا تھا۔ہر احساس سے خالی، ہر تاثر سے مبرا۔کتھئی آنکھوں میں برف سی ٹھنڈک تھی۔وہ عادتاً جو گر سے گھاس رگڑتے ہوئے، جیبوں میں ہاتھ ڈالے اپنی زندگی کے غارت گر کو دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہارے والد کا افسوس کرنا چاہتا تھا، لیکن وقت نہیں ملا۔"اعتزاز نے مصنوعی انداز میں کہا۔"ویسے باپ کے قتل ہونے کی اذیت میں جانتا ہوں، بروـ"

ایک اشتعال سا زیان کو اپنے اندر اٹھتا ہوا محسوس ہوئے۔ سلگتے ہوئے لاوے سا۔ مگر قابو کئے وہ ویسے ہی اسے دیکھتا رہا۔

"لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ پہل میں نے نہیں بلکہ تمہاری سٹیپ مدر نے کی تھی۔ ہاؤ سیڈ، چچ چچ۔" وہ دو قدم آگے آیا اور ان پر کشش سپاٹ آنکھوں میں جھانکا۔

"باپ کی قبر کے سرہانے بیٹھنا اور وہ بھی اس باپ کے جس سے معاملات محض دو دن پہلے ہی ٹھیک ہوئے ہوں، کتنا تکلیف دہ ہے نا۔" وہ سرگوشی کے انداز میں کہہ رہا تھا۔ "تم نے اٹھائیس سال ضائع کر دیئے، ٹریجڈیک۔"

"ٹریجڈیک؟" زیان نے ابرو چکائے۔ آواز میں پتھریلا سا پن تھا۔ اس نے ہلکا سا نفی میں سر ہلایا۔

"اصلی ٹریجڈی یہ نہیں ہے، مسٹر آفندی۔ اصل ٹریجڈی دھوکا کھانا ہے۔ وہ بھی اس سے، جس سے وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔"

اعتزاز کے ابرو ناسمجھی سے اکھٹے ہوئے۔

"ملائکہ سے میں یہ توقع کر سکتا تھا لیکن کیا تم نے اپنے باپ کے قاتل سے توقع کی تھی؟" خون جما دینے والے انداز میں وہ پوچھ رہا تھا۔

اعتزاز ویسے ہی آنکھیں سکیڑے اسے دیکھے گیا۔ اس کا انداز کھٹک رہا تھا۔

"Oops۔" زیان نے شانے اچکائے۔ "تم تو یہ بھی نہیں جانتے کہ تمہارے باپ کو قتل کس نے کیا ہے؟"

"حسام ارتضی نے۔ میں جانتا ہوں۔" اعتزاز نے چبا چبا کر کہا۔ اس کا پر سکون انداز تحلیل ہونے لگا تھا۔

زیان پہلی دفعہ مسکرایا۔ پر تپش مسکراہٹ، سلگتی آنکھیں، آگ کر کے راکھ کرتے تاثرات۔

www.novelsclubb.com

"میرے باپ کی بے گناہی کے ثبوت میرے پاس ہیں، لیکن میں تمہارے آگے نہیں رکھوں گا۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اب تم اس آگ کا مزہ چکھو جس میں تم نے مجھے دھکیلا تھا۔ بے یقینی، اذیت اور تنہائی۔ میرا ایک ہی جملہ کافی ہے۔" اس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"حسام ارتضی نے تمہارے باپ کو قتل نہیں کیا تھا۔ قاتل کو ڈھونڈو، مسٹر آفندی۔ لیکن قاتل کو ڈھونڈنا تمہیں تباہ کر دے گا۔"

اس کی سرگوشی سی آواز کی ٹھنڈک نے فضا میں تیرتی زندگی کو جیسے ساکن کر دیا۔

اعتزاز کو اپنا خون کھولتا ہوا محسوس ہوا۔ پیشانی کی رگیں تن گئیں۔

"میں یہاں تم سے سوال کرنے نہیں آیا تھا، میں تمہاری نیندیں اڑانے آیا تھا۔ اصلی ٹریجڈی ہونا ابھی باقی ہے۔" چبا چبا کر کہتے ہوئے باور کروایا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہارا یقین کر لوں گا؟" اعتزاز نے ضبط سے پوچھا۔

زیان اپنے مخصوص تیکھے انداز میں مسکرایا۔

"یہ تو خود سے پوچھو۔ کیونکہ تم یقین کرنے لگے ہو۔" وہ یونہی مسکراتے ہوئے پیچھے ہٹا۔ دو انگلیاں ماتھے تک لے جا کر سلام پیش کیا اور پھر پلٹ گیا۔

اعتزاز نے بمشکل خود کو بھڑکنے سے روکا۔ ضبط سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے اسے جاتے دیکھا۔

زیان ارتضی کا پر سکون انداز اسے ہمیشہ آگ لگا دیتا تھا۔

کار کا دروازہ کھینچ کر بند کرتے ہوئے اس نے ائیر پوڈ دبایا اور کار اسٹارٹ کرنے لگا۔

"ڈال لیا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ؟ تپا دیا اگلے انسان کو؟ اب اندر کے ہیرو کو سکون مل گیا ہو گا؟" کال اٹینڈ کرتے ہی عارب کی جلی کٹی آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔ وہ اس سے سخت نالاں لگ رہا تھا۔

"مل گیا ہے۔" وہ اس سے بھی دو ہاتھ آگے تھا۔ سر جھٹک کر اگنیشن میں چابی گھمائی۔ انجن بیدار ہوا۔

"تم کسی دن اپنے ساتھ ساتھ ہمیں بھی مروا دو گے، ڈھیٹ انسان۔" اس نے دانت پیسے۔

"تم دونوں کا ہو گیا؟" باسل کی متحمل آواز ابھری۔ وہ اب ان سے عاجز آنے لگا تھا۔

"اب اپنے اس ہیروئک ایکشن کی وجہ بھی بتادو کہ تم تن تنہا اپنے ولن کے پاس کیا کرنے گئے تھے؟"

"اس کے باپ کے قتل کا بتانے۔" سائیڈ مرر میں دیکھتے ہوئے وہ موڑ کاٹ رہا تھا۔

"تم نے اسے بتادیا؟" باسل نے حیرت سے پوچھا۔

"اونہوں۔ ہنٹ دی ہے۔" وہ مطمئن لگ رہا تھا۔

"اور کب بتاؤ گے؟"

"جب وہ خود پوچھنے آئے گا۔" ونڈ اسکرین کے پار جمی نگاہوں میں سنجیدگی تھی۔ "ابھی اسے خوار ہونے دو۔"

www.novelsclubb.com

آفندی ہاؤس میں کھڑا اعتزاز آفندی بلیڈ سے اپنی کلائی پر زخم بنا رہا تھا۔

داستان دھیرے دھیرے سیاہی کی طرف بڑھ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

ارتضی انٹرپرائزز کی شیشوں سے ڈھکی عمارت میں معمول کی چہل پہل تھی۔ لیکن تیسرے فلور پر کانفرنس ہال میں موت سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ طویل میز کے ارد گرد بیٹھے عہدیداران کے ملے جلے تاثرات تھے۔ کچھ بیزار، بعض حیران اور باقی ہمہ تن گوش۔ ان سب کی نگاہیں سربراہی کرسی پر جمی تھیں۔

سیاہ عبایے میں نقاب کئے زمل اعظم کی گولڈن براؤن آنکھوں میں سکون سا تھا۔ وہ پراعتماد لگ رہی تھی۔

"ایک گھنٹہ پہلے زیان ارتضی کے ساتھ کی میٹنگ میں آپ نے ان کی باتیں سن لی ہوں گی۔ کچھ عرصے کے لئے پاور آف اٹارنی میرے پاس رہے گی۔" کمر سیدھی رکھے، دونوں ہاتھ باہم ملائے اس کی آواز سنجیدہ تھی۔

کئی سر استہزائیہ انداز میں جھٹک دیئے گئے۔ دائیں طرف بیٹھی مائعزم بغور سب کو دیکھ رہی تھی۔

"اور میں بہتر طریقے سے جانتی ہوں کہ کچھ نفوس اس فیصلے سے ناخوش بھی ہوں گے۔ لیکن میں ان کو رئیلٹی چیک دے دوں، اس کمپنی کے اونر آپ نہیں

ہے۔اس لئے بد قسمتی سے آپ کو طے کئے گئے فیصلوں کو قبول کرنا پڑے گا، خوشی یا ناخوشی سے۔یہ آپ کی مرضی ہے۔"

"یعنی اب ہمیں ایک لڑکی لیڈ کرے گی؟" معراج صاحب کے انداز میں نخوت تھی۔

نقاب سے جھلکتی زمل کی آنکھیں مسکرائیں۔اس نے سر کو خم دیا۔

"جی سر۔اگر آپ کمپنی سے وفادار ہیں تو آپ کو یہ کڑوا گھونٹ بھرنا پڑے گا۔" کہتے ہوئے ایک نگاہ سب پر ڈالی۔"آپ لوگوں کے جو بھی مسئلے ہیں، وہ میں ضرور سنوں گی۔لیکن فی الحال ہمیں اس ڈیل پر فوکس کرنا چاہیے جو پرسوں ہمیں مل سکتی ہے، اگر ہم تھوڑا کام کر لیں۔"

"کیا میں کچھ پوچھ سکتی ہوں؟" عینک لگائے مسز ریحانہ نے شائستگی سے پوچھا۔

"پوچھیں۔"

www.novelsclubb.com

"میم ملائکہ کہاں ہیں؟" ٹھوڑی تلے مٹھی رکھے وہ دلچسپی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"آپ کے پاس لازما ان کا نمبر ہو گا۔ آپ ان سے پوچھ سکتی ہیں۔" زمل کا انداز ہنوز سنجیدہ تھا۔

"لیکن وہ آپ کے ہزبینڈ کی..."

"مجھے لگتا ہے میم کہ ہم یہاں بزنس ڈیکنگ کے لئے بیٹھے ہیں۔ پرسنلز ڈسکس کرنے کے لئے آپ کسی دن میرے گھر آیئے۔ سارے رشتے بہت اچھے سے سمجھاؤں گی۔ اوکے؟" سرد انداز میں کہتے ہوئے وہ کرسی دھکیلتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

میک اپ کی تہوں تلے ریحانہ کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔ مائعزم نے مسکراہٹ دبانے کے لئے چہرہ جھکا لیا۔

"صدیق صاحب، آپ ڈیل کے بارے میں بتائیں۔" کرسی کی پشت پر دونوں ہاتھ جمائے، وہ سنجیدگی سے بولی۔

اگلے دو گھنٹے کانفرنس روم میں بحث ہوتی رہی۔ درمیان میں یکدم ہی کوئی نہ کوئی ایسا سوال ہو جاتا جس سے اس کا پارہ ہائی ہونے لگتا۔ زیان کا ماضی، ملائکہ کے بارے میں، حسام کی کامیاب ڈیلز جو کہ اب زمل کا حاصل کرنا مشکل تھا۔ وہ ضبط سے جواب دیتی گئی۔

"امید ہے کہ اب میری فیملی سے ہٹ کر آپ لوگوں کی توجہ تھوڑی اس طرف مبذول ہوئی ہو گی کہ یہ ڈیل کتنی ضروری ہے؟ شئیرز کی قیمت کے لئے بھی اور کمپنی کے لئے بھی۔ مائعزم نور آپ کو لوگوں کو ٹاسک بتا دیں گی، اپنے اپنے کام کریں، ہمیں اس ڈیل کو جیتنا ہے اور..." اس نے ایک کاٹ دار نگاہ سب پر ڈالی۔

"جس کی طرف مجھے ذرا سی بھی نااہلی ملی، اسے فائر کرنے میں میں لمحہ بھی نہیں لگاؤں گی اور یقین کریں کہ مجھے زیان کو وجہ بتانے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔" اس کے انداز میں قطعیت تھی۔

کئی لوگوں نے ناگواری سے ایک دوسرے کو دیکھا مگر وہ بے نیازی سے ہدایات دیتی رہی۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم ایسے جواب دے سکتی ہو۔"

سب کے جانے کے بعد مائعزم نے خوشگوار حیرت سے اسے دیکھا۔زمل نے کھینچ کر نقاب اتارا اور پانی کی بوتل اٹھالی۔

"لازماً اپنے شوہر سے کلاسسز لی ہوں گی۔"

زمل نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔اس طرح کے لوگ ویسے ہی میرا پارہ ہائی کر دیتے ہیں۔پتہ نہیں لوگ سکون سے کیوں نہیں رہتے اور نہ دوسروں کو رہنے دیتے ہیں۔" وہ تپی ہوئی لگ رہی تھی۔چہرہ گلابی پڑ رہا تھا۔

"ان کی انا پر یہ چیز بھاری گزر رہی ہے کہ اتنے سال کے تجربے کے باوجود ایک لڑکی انہیں لیڈ کرے گی۔مجھے نہیں لگتا کہ اس بغض کے ساتھ یہ ڈیل لینا آسان ہو گا۔" مائعزم نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے یہ ڈیل ہر حال میں لینی ہے۔اگر میں مدد کر رہی ہوں تو کچھ خاطر خواہ تو ہونی چاہیے۔" وہ مضطرب ہوئی۔سارا اعتماد ہوا ہونے لگا۔اس کا پہلا

تجربہ تھا،اگر اس کی ٹیم ہی اس کا ساتھ نہیں دے گی تو وہ بھلا کیسے کامیاب ہو سکتی تھی۔

"ڈونٹ وری، ہم مل کر کچھ نہ کچھ کر لیں گے۔ڈیل نہ بھی ملی تو بھی کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔یہ آخری حل نہیں ہے۔" مائعزم نے نرمی سے تسلی دی۔

"مثلا؟" زمل نے بے اختیار پوچھا۔

"وہ میں تمہیں آفس چل کر بتاؤں گی۔" وہ مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔زمل نے گہری سانس کھینچتے ہوئے تنے اعصاب کو ریلیکس کرنا چاہا۔

بزنس اس کی سوچ زیادہ پیچیدہ تھا۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

لاؤنج میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔عابد نے متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتے ہوئے دروازہ دھکیلا۔ابرو اچھنبے میں اکھٹے ہوئے۔

بیڈ پر سفری بیگ کھلا تھا اور صیغم وارڈروب سے شرٹ نکال رہا تھا۔کمرے کی حالت بے ترتیب تھی۔

"تم کہاں جا رہے ہو؟" انہوں نے حیرت سے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

صیغم لمحے کے لئے چونکا پھر سنبھل کر مسکرایا۔

"دوستوں کے ساتھ نادرن ایریاز۔" نظریں چرائے وہ بیگ کی زپ چڑھانے لگا۔

"خیریت اتنا اچانک پلان؟" وہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ایک دوست نیویارک سے آیا ہوا ہے۔ اسی کے ساتھ گھومنے پھرنے جانا ہے۔"

"ہوں۔" انہوں نے ہنکارا بھرا۔ "زمل کے سسر کا انتقال ہوا ہے، افسوس کرنے گئے تھے؟"

صیغم کے ہاتھوں میں لرزش اتری۔ دل بری طرح دھڑکا۔

"میں نے چاچو کو کال کر لی تھی۔" وہ خوامخواہ شرٹس الٹ پلٹ کرنے لگا۔ باپ کی تفتیشی نظروں کو نظرانداز کرتے ہوئے اس نے نامحسوس انداز میں

آستین سے پیشانی رگڑی اور موبائل اٹھا کر باہر نکل آیا۔ نمبر ڈائل کرتے ہوئے کان سے لگا لیا۔ چند لمحوں بعد کال اٹھا لی گئی۔

"میں نکل رہا ہوں۔" اس نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے دھیمے انداز میں کہا۔

دوسری طرف نائل نے گہری سانس لی۔

"وہیں؟ جنگل تک؟"

"ہاں، باس نے وہیں کا کہا ہے۔ فی الحال وہی محفوظ جگہ ہے۔"

"اوکے، گڈ لک۔" اس نے کال کاٹ دی۔

صیغم نے گہری سانس کھینچتے ہوئے سر جھٹک دیا۔

وہی کارما کا احساس بدترین ہونے لگا۔

☆☆☆☆☆☆

اوپن کچن میں کافی کی خوشبو کے ساتھ گھوے کی کڑوی مہک حلول ہو رہی تھی۔ کوکنگ رینج کے آگے کھڑا زیان شیشے کی پیالی پرچ میں رکھے بھورے قہوے

کی دھار انڈیل رہا تھا۔ چہرے کے تاثرات بگڑے ہوئے تھے۔ کوئی انسان کیسے اتنی کڑواہٹ پی سکتا ہے؟

"یہ زمل کو کس کام میں لگایا ہوا ہے تم نے؟" سائرہ کی مشکوک آواز اس کے عقب سے ابھری۔ احتیاط سے پیالی ٹرے میں رکھتے ہوئے اس نے مڑ کر دیکھا۔ وہ پانی کی بوتل کھولتے ہوئے ابرو سکیڑے اسے دیکھ رہی تھیں۔ انداز میں تفتیش تھی۔

"آپ کی جینئس اور ٹیلنٹڈ بہو، ارتضیٰ انٹرپرائزز کی نئی ایم ڈی ہے۔" وہ فرصت سے ہاتھ ٹشو سے رگڑتا ان کی طرف پلٹا۔

سائرہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا پھر آنکھوں میں حیرت امڈ آئی۔

"تم نے اس کے حوالے پورا بزنس کر دیا؟" انہوں نے بے یقینی سے پوچھا۔

"وہ اور مائعزم اب ڈیل کر رہی ہیں۔" وہ اب مگ کافی میکر کے نیچے رکھے بٹن دبا رہا تھا۔

"وہ بھلا کیسے مینج کرے گی؟"

"یہ تو وہی بتائے گی۔ میں ٹھہرا نکما اور نالائق، مجھے کیا پتہ ہو گا؟" اس نے جیسے جتایا۔

"یہ تو ہے، لیکن..." وہ بے انتہا تشویش میں تھیں۔ "اتنا لوڈ اس پر ڈال دیا ہے۔"

زیان نے تحمل سے گہری سانس لی۔ وہ واقعی سائیڈ لائن کیا جا چکا تھا۔ اس نے سر جھٹک دیا۔

سیڑھیوں کے اوپر اسٹڈی کا دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا۔ بالوں کو کیچر میں باندھے، نگاہیں اسکرین پر مرکوز کئے، اس کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر متحرک تھیں جب آہٹ پر اس نے بے اختیار سر اٹھایا۔ لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"نجانے میں زندہ کیسے بچ گیا ہوں؟" پرچ اس کے آگے رکھتے ہوئے زیان نے کرسی کھینچی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اتنا نخرہ اچھا نہیں ہوتا۔" مدھم مسکراہٹ کے ساتھ پیالی اٹھاتے ہوئے اس نے جتایا۔

زیان نے ملامتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے مگ لبوں سے لگالیا۔

"تمہیں پتہ ہے، اگر ڈیل نہ ملی تو بھی ہمارے پاس شئیرز کی قیمت اوپر پہنچانے کا راستہ ہے۔ میں نے مائنزم سے آج ہی ڈسکس کیا ہے۔ اس کا آئیڈیا اچھا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے..."

وہ اپنی رو میں اسکرین دیکھتی کہہ رہی تھی جب زیان نے آگے ہو کر لڈ گرادی۔ وہ لمحے کے لئے رکی۔ لب حیرت سے وا ہوئے پھر دبی دبی خفگی سے اسے دیکھا۔ وہ اب اپنا مگ اٹھائے پرسکون سا پیچھے ہو کر بیٹھا تھا۔

"میں کام کر رہی تھی۔"

"وہ تم شام سے کر رہی ہو جب سے واپس آئی ہو۔"

"اب یہ ڈیل لینا اتنا آسان نہیں ہے۔ کام تو کرنا پڑے گا۔" الجھتی لٹ کو پیچھے کرتے ہوئے وہ خفگی سے بولی۔

"اگر تم یہ نہ کر سکیں سکیں تو بھی میرے لئے کوئی ایشو نہیں ہے۔" مگ رکھتے ہوئے اس نے نرمی سے کہا۔

زمل کے تاثرات ڈھیلے پڑے۔اس نے ہلکا سا سر جھٹک دیا۔

"وہاں کا ماحول کیسا تھا؟" بغور اسے دیکھتے ہوئے زیان نے پوچھا۔

وہ بے اختیار چونکی پھر زبردستی مسکرائی۔

"اچھا تھا، سب کافی cooperative تھے۔" اس کا انداز پر اعتماد تھا۔

"یہ cooperation مجھے میٹنگ کے دوران تو نظر نہیں آئی تھی۔" اس نے طنز کے بغیر سنجیدگی سے کہا۔

"کیونکہ تم اوور تھنکینگ کر رہے تھے۔ویسے میں نے تم سے پوچھا نہیں۔" اس نے یاد آنے پر ماتھے کو چھوا۔"پتہ چلا کہ کس نے انکل کی کار کو ہٹ کیا تھا؟"

زیان لمحے کے لئے خاموش رہ گیا۔وہی چنگاری سی سلگ اٹھی۔اس نے گہری سانس لی۔

"صیغم عابد۔"

زمل کو جیسے جھٹکا لگا۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔ کچھ تھا جو گیلی لکڑی کی طرح اندر چیخ کر رہ گیا۔

"پھر سے؟" اس کی آواز میں صدمہ تھا۔

زیان خاموشی سے کھڑکیوں کے پار اترتی رات کو دیکھتا رہا۔ ساری خاردار لمحے پھر سے عود آنے لگے۔ لب کاٹتے ہوئے زمل کی آنکھوں میں تنفر کی لہر سی اٹھی۔ اس نے سر جھٹکا۔

"اب تم کیا کرو گے؟"

"صحیح موقعے پر اسے گرفتار۔"

زمل نے کرب نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ وہ شخص واقعی قاتل بن چکا تھا۔ اس کے اندر کا طوفان جیسے پھر بے قابو ہونے لگا۔

"ممی تمہارا پوچھ رہی تھیں۔" زیان اٹھتے ہوئے بولا۔ "اب کام کرتے ہوئے دکھائی مت دینا۔"

www.novelsclubb.com

زمل نے ابرو بھینچ کر اسے دیکھا۔

"تم مجھ پر حکم چلا رہے ہو؟"

"کوئی شک ہے؟" وہ مگ اٹھائے باہر جا چکا تھا۔

زمل نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا اور فائلز سمیٹنے لگی۔ کچھ خیال آنے پر ہاتھوں کی حرکت سست ہوئی۔ اس نے یاسیت سے دروازے کو دیکھا۔ نجانے اس سفر کا اختتام کہاں ہو گا؟

باہر پگھلتی رات خاموشی سے ہر حکایت سے نگاہیں چرائے گزرتی رہی۔

☆☆☆☆☆☆

آفندی ہاؤس ہمیشہ کی طرح اندھیروں کی زد میں لگتا تھا۔ کمرے میں بتیاں روشن تھیں۔ وہ کشن سر تلے چت لیٹا فانوس کو گھور رہا تھا۔ بے رحم آنکھوں میں بے چینی کی ہلکی سی رمق تھی۔ اندر آتے ابتہاج نے حیرت سے اسے دیکھا پھر مقابل کاؤچ پر بیٹھے۔

"کیوں بلایا تھا؟" انہوں نے بغور اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ جیسے اگلا مہرہ بڑھانے کے لئے تیار تھے۔

اعتزاز نے گہری سانس کھینچی۔ دو انگلیوں سے آنکھیں مسلتے ہوئے انہیں دیکھا۔

"ارتضی انٹرپرائزز کی ڈیل کا کیا بنا؟"

"وہ لڑکی سارے معاملات دیکھ رہی ہے۔ پرسوں انہیں ٹریڈرز گروپ کے ساتھ میٹنگ میں اپنا موقف پیش کرنا ہے۔"

"تو؟ تم لوگ تیار ہو؟" اس نے اچٹتی نگاہ ان پر ڈالی۔

ابتہاج نے سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"ٹریڈرز گروپ سے میری بات ہو چکی ہے۔ پلان بھی بتا دیا ہے۔ سب ویسا ہی ہو گا جیسے تم نے کہا ہے۔"

"انہیں کروڑوں کا جھٹکا ملنا چاہیے۔" اعتزاز نے جیسے پھر وارن کیا۔

"تمہیں اس سے کیا فائدہ ہو گا؟"

اعتزاز کی آنکھوں میں بیزاری اتر آئی۔اسے یہ سوال کوفت زدہ کرتے تھے۔

"آفندی ہائیٹس کی مارکیٹ ویلیو اوپر جائے گی۔ارتضی انٹرپرائزز کا مقام گھٹنے لگے گا۔میں انہیں کمپرومائزنگ پوزیشن میں لا کر کئی ڈیلز کر سکتا ہوں۔زیان ارتضی چاروں طرف سے پھنس جائے گا۔بس یا اور کچھ؟"

ابتہاج نے آنکھیں سکیڑ کر اس کی کلفت دیکھی۔

"فاروق نے بتایا کہ ارتضی آیا تھا۔خیریت تھی؟"

"پتہ نہیں۔"وہ بیزار لگ رہا تھا۔

"کیا کہا اس نے تمہیں؟"

"یہی کہ میرے باپ کو حسام نے قتل نہیں کیا۔"

لمحے کے لئے ابتہاج کی رنگت ماند پڑی۔کوئی سرخ سی گھنٹی بج اٹھی۔

"تو؟"وہ آنکھیں سکیڑے،نپے تلے انداز میں پوچھ رہے تھے۔

اعتزاز کے انداز میں بے بسی اتری۔t آنکھوں میں سایہ سا لہرایا۔

"پتہ نہیں ابتہاج، مگر اس نے کہا کہ اس کے پاس ثبوت ہیں۔ وہ سچ کہہ رہا تھا، تبھی تو اس کے اپنے باپ سے معاملات ٹھیک ہو گئے تھے۔ اگر واقعی ایسا ہوا تو اصلی قاتل کون ہے؟" اس کا اضطراب نمایاں ہو رہا تھا۔ وہ فانوس کو دیکھتا کہہ رہا تھا۔

ابتہاج درانی کو اپنا سانس حلق میں اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔ ماتھے پر نامحسوس انداز میں پسینے کے قطرے چمکنے لگے۔ اعتزاز آفندی یقین کرنے لگا تھا۔

"میں سمجھ نہیں پا رہا کہ وہ اتنا پر سکون کیسے ہے؟" وہ اپنی رو میں کہہ رہا تھا۔ "اس کے پاس کچھ نہ کچھ ہے جس کی بنا پر وہ پُر اعتماد ہے۔ اگر اس کا باپ قاتل نہیں ہے تو شائد وہ اصل قاتل کو بھی جانتا ہے۔"

اس لمحے ابتہاج درانی کو زندگی تنگ پڑتی محسوس ہوئی۔ نگاہیں ایک نقطے پر ساکت ہو گئی تھیں۔ دعوی بھاری پڑ چکا تھا۔

"تو اب تم کیا کرو گے؟" انہیں اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"پتہ نہیں۔فی الحال مجھے اپنے بزنس کو دیکھنا ہے۔" وہ صاف دامن بچا گیا تھا یعنی اب اسے کسی پر بھروسہ نہیں کرنا تھا۔

ابتہاج درانی کی انگلیوں سے سب ریت کی طرح پھسل رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

چڑھتی صبح اپنے عروج پر تھی۔کرنوں میں آج حدت کچھ کم تھی اور فضا میں خنکی سی محسوس ہو رہی تھی۔کھڑکیوں کے پردے ہٹے ہوئے تھے جس سے ماحول روشن لگتا تھا۔وہ ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑا، کف بند کر رہا تھا۔بال گیلے ہو کر ماتھے پر گرے ہوئے تھے۔

وہ برش اٹھا کر بال پیچھے کر رہا تھا جب موبائل کی میسج ٹون بجی۔اسکرین لمحے کے لئے روشن ہو کر بجھ گئی۔مگر جس نام کی جھلک دکھائی دی تھی، اس نے اس کی ہستی کو مکمل سن کر دیا تھا۔اس نے تیزی سے موبائل اٹھایا۔

حسام ارتضی کی بھیجی گئی ای میل دیکھ کر آنکھوں میں جیسے جلن ہونے لگی تھی۔ کئی ادھورے لمحوں میں ذہن جکڑا جانے لگا۔ لب کاٹتے ہوئے صوفے پر بیٹھا اور اسکرین روشن کی۔

ایک طویل ای میل چمک رہی تھی۔ گہری سانس لے کر اس نے ہمت مجتمع کرنا چاہی۔

"کمپنی کی پاور آف اٹارنی وہ شے تھی جو میں ہمیشہ سے تمہیں دینا چاہتا تھا لیکن تم پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ کچھ ایسی باتیں بھی تھیں جو میں کہنا چاہتا تھا لیکن کبھی نہ کہہ سکا۔ میں اپنی غلطیاں جانتا ہوں۔ لیکن صرف جاننا کافی نہیں ہوتا۔ خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے جو میں بھگت رہا ہوں۔ میں نے تمہیں حاصل کرنے کے لئے تمہاری ماں کے ساتھ زیادتی کی تھی، قدرت نے ایسی سزا دی کہ تم مل کر بھی کبھی نہ ملے۔"

اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سیاہ روشنائی میں لکھے وہ الفاظ اس کے وجود کو اندھیروں میں دھکیل رہے تھے۔بے بسی انگ انگ میں اترنے لگی،اذیت کا ہر رنگ نمایاں ہونے لگا۔

"میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا تھا جو میں جانتا ہوں کہ سائرہ کبھی نہیں بتائے گی اور تم کبھی نہیں پوچھو گے۔دو سال کا وہ عرصہ میں جانتا ہوں جب سائرہ نے تمہیں چھوڑ دیا تھا۔میں نہیں چاہتا کہ تمہارے دل میں اپنی ماں کے خلاف کوئی گرہ رہے۔"

کتھئی آنکھوں میں نا سمجھی ابھری۔وہ کیسے جانتے تھے؟

"تم نے اس سے وجہ نہیں پوچھی ہو گی مگر اسے تم پر یقین تھا،زیان۔اسے اپنی سانسوں سے زیادہ تم پر یقین تھا۔اس نے تمہیں دھتکارا نہیں تھا،اسے ملائکہ نے ایسا کرنے کے لئے مجبور کیا تھا۔تمہاری زندگی کی خاطر اسے تمہیں چھوڑنا پڑا۔"

شیشے کی کھڑکیوں سے ٹکرائی کرنوں میں یکدم ہی جیسے زہر بھرتا گیا۔وہ سن رہ گیا تھا یوں جیسے اس کا وجود برف کی تہوں میں دب گیا تھا۔وہ ساکت سا ان سطور کو پڑھتا گیا۔

چہرے کی رنگت بگڑنے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

اگلی قسط:

"اتنا آسان تھا آپ کے لئے مجھے چھوڑنا کہ فقط ایک دھمکی کافی تھی؟"

"اگر یہ کاغذات آپ کے شوہر کے علم میں آجائیں تو کیا آپ نظریں ملانے کے بھی قابل رہیں گی، مسز ارتضی؟"

"دوستی میں دھوکہ دہی سب سے بدترین چیز ہوتی ہے... تمہیں یہی کرنا ہے۔زیان ارتضی کو دھوکہ دینا ہے۔"

"خود کو خالی ہاتھ رہ جانے سے بچاؤ۔"

"تایا ابا ایسا نہیں کر سکتے... یہ جھوٹ ہے ناں؟ یہ فیک ہے، پلیز۔"

جاری ہے۔

باقی آئندہ ماہ، ان شاءاللہ۔

www.novelsclubb.com